نمبر ۹۲ | ۱۶ شوال المکرم سنہ ۱۳۵۲ھ | یوم پنجشنبہ | مطابق یکم فروری سنہ ۱۹۳۴ء | جلد ۲۱

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ۳۰ جنوری ۱۹۳۴ء ۵ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی چند روز سے بعارضہ بخار بیمار ہیں احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب ناظر امور خارجہ سلسلہ کی بعض خدمات سرانجام دینے کے لئے دہلی تشریف لے گئے ہیں۔

چودھری اللہ بخش صاحب مالک اللہ بخش سٹیم پریس قادیان کا نکاح ۲۸ جنوری کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے گلزار بیگم صاحبہ بنت ملک حبیب احمد صاحب مرحوم سے پانچسو روپیہ مہر پر پڑھا۔ خدا مبارک کرے۔

مولوی محمد سلیم صاحب مولوی فاضل۔ اور مہاشہ محمد عمر صاحب مولوی فاضل تبلیغ احمدیت کے لئے کراچی بھیجے گئے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بلا اور دُکھ سے بچنے کیلئے خاص ایمان کی ضرورت

(فرمودہ ۳۱ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء)

فرمایا "کوئی بلا اور دُکھ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے سوا نہیں آتا۔ اور وُہ اس وقت آتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور مخالفت کی جائے۔ ایسے وقت پر عام ایمان کام نہیں آتا۔ بلکہ خاص ایمان کام آتا ہے۔ جو لوگ عام ایمان رکھتے ہیں۔ وُہ ان بلاؤں سے حصہ لیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کی پرواہ نہیں کرتا۔ مگر جو خاص ایمان رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور آپ اُن کی حفاظت کرتا ہے۔ من کان للہ کان اللہ لہ۔ بہت سے لوگ ہیں۔ جو زبان سے لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرتے ہیں۔ اور اپنے اسلام اور ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مگر وُہ اللہ تعالیٰ کے لئے دکھ نہیں اٹھاتے۔ کوئی دُکھ یا تکلیف یا مقدمہ آجائے۔ تو فوراً خدا کو چھوڑنے کو طیار ہو جاتے ہیں اور اس کی نافرمانی کر بیٹھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ مگر جو خاص ایمان رکھتا ہو۔ اور ہر حال میں خدا کے ساتھ ہو۔ اور دکھ اُٹھانے کو طیار ہو جائے۔ تو خدا تعالیٰ اس سے دُکھ اٹھا لیتا ہے۔ اور دو مصیبتیں اس پر جمع نہیں کرتا۔ دُکھ کا اصل علاج دُکھ ہی ہے۔ اور مومن پر دو بلائیں جمع نہیں کی جاتیں۔

ایک وُہ دکھ ہے۔ جو انسان خدا کے لئے اپنے نفس پر قبول کرتا ہے اور ایک وُہ بلائے ناگہانی۔ اس بلا سے خدا تعالیٰ بچا لیتا ہے۔ پس یہ دن ایسے ہیں۔ کہ بہت توبہ کرو۔"

(الحکم ۱۴ فروری سنہ ۱۹۰۳ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا سفر قصور و فیروز پور

قصور میں تشریف آوری

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۲۱۔جنوری کو قصور میں تشریف لائے۔ اور جناب میرزا عزیز احمد صاحب ای۔ اے۔ سی کے مکان پر آپ نے چند گھنٹے کے لئے قیام فرمایا۔ نزدیک کے دیہات کے احباب اور جماعت قصور کے جملہ احباب نے حضور سے ملاقات کی۔ خان بہادر محمد شہباز خان صاحب مجسٹریٹ و پریزیڈنٹ میونسپل کمیٹی قصور بھی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ اور اپنے خاندانی تعلقات حضور کے خاندان سے بیان فرماتے رہے۔ ملک سردار علی صاحب پنشنر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس نے چند مسائل کے متعلق سوالات کئے جن کے حضور نے نہایت وضاحت سے جواب دیئے۔ ۴½ بجے شام حضور فیروز پور تشریف لے گئے۔ خاکسار مرزا محمد صدیق بیگ از قصور

فیروز پور میں تشریف آوری

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی فیروز پور میں تشریف آوری کی غیر مصدقہ اطلاع تو کئی روز سے تھی۔ اور ایک پرائیویٹ کارڈ کے ذریعہ بھی معلوم ہو چکا تھا۔ کہ قصور ۲۱۔جنوری کو موٹر کے ذریعہ تشریف لائیں گے۔ مگر جن دوستوں کو کارڈ کا علم نہیں ہوا تھا۔ وہ "الفضل" کی اس اطلاع پر کہ حضور ۱۸۔جنوری کی شام کو بذریعہ موٹر فیروز پور روانہ ہو گئے۔ صبح گیارہ بجے کیپٹن تقی الدین صاحب ایس۔ ایم کی کوٹھی میں چلے گئے۔ جہاں حضور قیام کرنے والے تھے۔ مگر اس وقت تک حضور تشریف نہیں لائے تھے۔ آپ ساڑھے سات بجے شام لاہور سے موٹر میں تشریف لائے۔ صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی تشویشناک بیماری کا ایک تار قادیان سے موصول ہوا۔ جس کی اطلاع اسی وقت رات کو بذریعہ تار حضرت ام المومنین کو قصور میں دی گئی۔ دوسرا تار مولوی عبد الرحیم صاحب درد کو لنڈن روانہ کیا گیا۔ کہ صحت کے متعلق اطلاع دیں۔ نماز مغرب و عشاء کے بعد حضور قریباً دو گھنٹہ پیر اکبر علی صاحب و دیگر احباب سے گفتگو فرماتے رہے۔ بابو محمد حسین صاحب نے عرض کیا کہ سینما دیکھنے کے متعلق حضور کا کیا خیال ہے۔ فرمایا۔ یہ اسراف میں داخل ہے۔ لیکن اگر کوئی اخلاقی اور صحیح واقعہ ہو۔ اور کوئی اسے دیکھ لے۔ تو حرج نہیں۔ سینما اپنی ذات میں کوئی بُری چیز نہیں۔ اس سے اچھے اچھے کام بھی لئے جا سکتے ہیں۔ مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بڑی خواہش تھی۔ کہ فونوگراف جو ہیں۔ ان کا اگر کوئی بڑا ریکارڈ ہو۔ تو میں اس میں تقریر بھر دوں۔ مگر اس وقت یہ بات حاصل نہ ہوئی۔ مگر اب یہ سینما میں آ گئے ہیں۔ پس جس سے اچھے نتائج برآمد ہو سکتے ہوں۔ اس کے خلاف ہم کیونکر فتویٰ دے سکتے ہیں۔ پھر اس میں ہر ایک چیز بُری یا غلط ہی نہیں دکھائی جاتی۔ بلکہ اس میں بعض صحیح واقعات بھی دکھائے جاتے ہیں مثلاً میں نے ایک دو جنگ عظیم کے واقعات کو دیکھا۔ وہ نہایت صحیح تھے۔ ان میں کوئی مبالغہ نہیں تھا۔ اب اگر کوئی شخص ایسے جنگی مناظر دیکھنا چاہے۔ تو وہ سینما کے سوا کہاں دیکھ سکتا ہے۔

۲۳۔جنوری کو حضور نے نماز مغرب و عشاء مسجد احمدیہ فیروز پور شہر میں پڑھائی۔ مسجد جھنڈیوں و قطعات اور روشنی وغیرہ سے آراستہ تھی۔ حضور کی ملاقات کے لئے شہر کے بہت سے معزز ہندو سکھ غیر احمدی بھی آئے ہوئے تھے۔ جن میں زیادہ تر تعداد سکولوں و کالجوں کے طلباء کی تھی۔ ہجوم کی کثرت اور قلت جگہ کی وجہ سے احمدی دوستوں کو مسجد سے باہر بیٹھنا پڑا۔ اور اس طرح دوسرے لوگوں کو ملاقات کا موقعہ دیا گیا۔ بعض ہندوؤں اور مسلمانوں نے سوالات پیش کئے جن کے حضور نے نہایت مدلل و پُر از معلومات جواب دیئے۔ جن کو سُن کر وہ بہت خوش ہوئے۔ یہ سلسلہ تقریباً دو گھنٹہ تک جاری رہا۔

اس کے بعد حضور ممدوٹ ہاؤس میں تشریف لے گئے۔ جہاں جناب پیر اکبر علی صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی نے آپ کی دعوت کا انتظام کیا ہوا تھا۔ دعوت میں اپنی جماعت کے علاوہ ۵۰ تقریباً تیس غیر احمدی وکلاء بھی شامل تھے۔ کھانا کھانے کے بعد مختلف مسائل پر حضور گفتگو فرماتے رہے۔ ۲۵۔جنوری آپ قصور تشریف لے گئے۔ جہاں آپ کا پبلک لیکچر تھا۔

ڈاکٹر ظفر حسن صاحب کی سعی سے اس اثناء میں سات اشخاص نے بیعت کی۔ (نامہ نگار الفضل از فیروز پور شہر)

قصور میں تقریر

جناب ملک غلام محمد صاحب (مالک سنٹرل فلور ملز) قصور کی درخواست پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۲۵۔جنوری کی شب کو تقریر کرنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ اس کے متعلق احباب لاہور۔ فیروز پور موگہ۔ فرید کوٹ۔ کھیم کرن وغیرہ کو دعوتی خطوط لکھے گئے۔ شہر میں ایک اشتہار شائع کیا گیا۔ نیز شہر کے معززین و رؤسا کو دعوتی خطوط روانہ کئے گئے۔ باوجود غیر احمدیوں کی طرف سے اشتعال انگیز اشتہار شائع ہونے کے پھر بھی ہر طبقے کے معززین کثرت سے شریک جلسہ ہوئے۔ حضور پُر نور نے قرآن کریم سے اصول احمدیت کے موضوع پر قریباً دو گھنٹے تقریر فرمائی۔ جسے سامعین نے بہت پسند کیا۔

جملہ مہمانوں کی مہمان نوازی جناب ملک غلام محمد صاحب۔ اور اُن کے فرزند ارجمند ملک عبد الرحمٰن صاحب پریزیڈنٹ جماعت احمدیہ قصور نے کی۔ جس کے لئے وہ شکریہ کے مستحق ہیں۔ ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اُن کے دُنیاوی کاروبار میں برکت دے۔

مرزا محمد صدیق بیگ۔ از قصور

شکریۂ احباب

مولوی عبد الرحیم صاحب درد لنڈن کی طرف سے مورخہ ۲۹۔جنوری کی شام کا چلا ہوا تار آج صبح موصول ہوا ہے۔ کہ "عزیز مظفر احمد سلمہ اللہ تعالیٰ کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہو رہی ہے۔ ٹانکے کھول دیئے گئے ہیں۔ اور امید کی جاتی ہے کہ عزیز مظفر احمد انشاء اللہ ایک ہفتہ تک بکلی صحت یاب ہو جائیگا۔" فالحمد للہ علےٰ ذالک۔

میں اس موقعہ پر تمام ان بزرگوں اور احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے بیماری کی اطلاع پا کر عزیز مظفر احمد سلمہ کے واسطے دُعائیں کی ہیں جزاھم اللہ خیراً۔ میں امید کرتا ہوں کہ وہ آئندہ بھی اس کے لئے دُعا جاری رکھیں گے۔ کہ اللہ تعالےٰ اسے ہر قسم کی رُوحانی اور جسمانی تکالیف سے محفوظ رکھے۔ اور اسے حسناتِ دارین سے متمتع فرماتے ہوئے اسلام اور احمدیت کا سچا خادم بنائے۔ آمین۔ خاکسار میرزا بشیر احمد۔ (۳۰۔جنوری ۱۹۳۴ء)

سیکرٹریان لجنہ اماء اللہ کو اطلاع

جملہ سیکرٹریان لجنہ اماء اللہ کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ مجلس مشاورت ۱۹۳۰ء کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا تھا۔ کہ جہاں جہاں لجنہ اماء اللہ قائم ہیں۔ وہ اپنی لجنہ رجسٹرڈ کرا لیں۔ یعنے میرے دفتر سے اپنی لجنہ کی منظوری حاصل کر لیں۔ پھر ان کو جنہیں میری اجازت سے منظور کیا جائے گا۔ مجلس مشاورت کا ایجنڈا بھیج دیا جایا کرے گا۔ وہ رائے لکھ کر پرائیویٹ سکرٹری کے پاس بھیج دیں۔ میں جب ان امور کا فیصلہ کرنے لگوں گا۔ تو ان کی آراء کو بھی مدنظر رکھ لیا کروں گا۔

اس فیصلہ کی تعمیل میں گزشتہ سال مندرجہ ذیل چودہ لجنات کو جنہوں نے اپنی اپنی لجنہ رجسٹرڈ کرائی تھی بجٹ اور ایجنڈا بھجوایا گیا تھا اور امسال بھی ایسا ہی ہوگا۔

(۱) قادیان (۲) دہلی۔ (۳) جھنگ۔ (۴) منٹگمری (۵) گوجرانوالہ (۶) سیالکوٹ۔ (۷) حیدر آباد دکن (۸) پٹیالہ شہر (۹) بھاگلپور (۱۰) کوٹ قیصرانی (۱۱) فیروز پور (۱۲) شاہدرہ (۱۳) امرتسر (۱۴) لاہور۔ ان کے علاوہ دوسری جگہوں کی لجنہ اماء اللہ کو بھی چاہیئے۔ کہ وہ اپنی اپنی لجنہ کو رجسٹرڈ کرانے کی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ سے درخواست کریں۔ اور جس جگہ ابھی لجنہ قائم نہیں ہوئی۔ اس کے قیام کے لئے کوشش فرمائیں۔ (پرائیویٹ سکرٹری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۹۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۶ شوال ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

مذاہب عالم میں مصلح کے آنے کی خبر

تمام ادیان کا موعود آچکا

تقاضائے فطرت

دُنیا کے لوگ جب ایک طرف یہ دیکھتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے جسے ہر مذہب نے اپنے بندوں کے لئے نہایت ہی رحیم و کریم قرار دیا ہے۔ عذاب پر عذاب نازل ہو رہے ہیں۔ اور دوسری طرف وُہ یہ محسوس کرتے ہیں۔ کہ یہ سب کچھ ان کے گناہوں اور بدکاریوں کی سزا ہے۔ تو وُہ نہایت ہی بے تابانہ طور پر اور فطرت کے عین تقاضا کے ماتحت یہ چاہتے ہیں۔ کہ خدا کے کسی ایسے بندے کا انہیں پتہ معلوم ہو جسے خدا نے ان کی ہدایت اور راہ نمائی کے لئے بھیجا ہو۔ جس کے ذریعہ اپنا منشاء ان پر ظاہر کرے۔ اور جو انہیں گناہوں۔ اور بداعمالیوں سے بچا کر اپنے خالق و مالک کی رضا حاصل کرنے کا طریق بتائے :۔

تمام ادیان میں مصلح کے آنے کی پیشگوئی

چونکہ یہ ایک نہایت سچا۔ اور حقیقی تقاضائے فطرت ہے۔ اس لئے ہر مذہب نے اس کا پُورا ہونا ضروری قرار دیا ہے۔ اور تمام معروف مذاہب میں اس آخری زمانہ کے متعلق جس میں گناہ اور بدکاریاں اپنی انتہاء کو پہونچ چکی ہیں۔ خدا تعالےٰ کی طرف سے مبعوث ہونے والے مُصلح کے آنے کی خبر دی گئی ہے۔ اور بتایا گیا ہے۔ کہ اس زمانہ میں لوگوں کو ظلمت و تاریکی سے نکالنے۔ گناہوں۔ اور بداعمالیوں کی سزا۔ عذابِ الٰہی اور قہرِ خداوندی سے بچانے۔ اور اپنے معبودِ حقیقی سے تعلق پیدا کر کے اس کی رضاء۔ اور خوشنودی حاصل کرنے کی قابلیت پیدا کرنے کے لئے خدا تعالےٰ کا فرستادہ آئے گا۔ چنانچہ تمام مذاہب میں ایسے مصلح کے آنے کی پیشگوئی موجود ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ان مذاہب کے پیرو۔ اس کی آمد کے منتظر ہیں۔ اور کھُلم کھُلا اس کے انتظار کا اقرار کیا جا رہا ہے :۔

مصلح کا انتظارِ عام

چنانچہ حال ہی میں ایک آریہ اخبار" پرکاش" (۲۴ دسمبر) نے دُنیا کے بڑے بڑے مذاہب کے پیروؤں کے اس انتظار کا ذکر کرتے ہُوئے لکھا :۔

" مسلمان کہتے ہیں۔ کہ مہدی آنے والا ہے۔ ادھر اکالی سورما کہتے ہیں۔ کہ کلغی دھر فرما گئے ہیں۔ کہ راج کرے گا خالصہ آگی رہے نہ کو۔ مزید برآں ہمارے عیسائی دوست بھی اسی نے میں مست ہو کر کہتے ہیں۔ کہ حضرت عیسٰی دوبارہ اپنے پورے جلال سے ظاہر ہونگے غریب ہندو بھی اپنے دل کو یہ کہکر تسلی دے لیتے ہیں۔ کہ ہمارا بنسری والا (حضرت کرشن جی) کلگی روپ دھار کر آنے والا ہے "

اس سے ظاہر ہے۔ کہ ہر مذہب میں ایک مصلح موعود کے آنے کا ذکر موجود ہے۔ اور موجودہ زمانہ میں اس کی آمد کا ہر مذہب کے لوگوں کو شدت سے انتظار ہے۔ اسی امر کا ذکر کرتا ہُوا اخبار " انقلاب " (۲۲ دسمبر ۱۹۳۳ء) لکھتا ہے :۔

" یہودی مسیح علیہ السلام کے منتظر ہیں۔ عیسائی ابن آدم کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ مسلمان مہدی کا انتظار کر رہے ہیں۔ اور ہندو کلگی اوتار کے آنے کی امید رکھتے ہیں۔ سب کا یہ خیال ہے۔ کہ جب آنے والا آئے گا۔ تو دُنیا میں حق و باطل کا دوٹوک فیصلہ ہو جائے گا۔ اہلِ جہان کی مصیبتیں اور تکلیفیں ختم ہو جائیں گی۔ مذاہب کی جنگ باقی نہ رہیگی کیونکہ سب ایک ہی مذہب اختیار کر لیں گے :۔

مصلح سے متعلق توقعات کے پُورے ہونے کی صورت

معاصر " انقلاب " نے تمام مذاہب کے لوگوں میں آنے والے کے انتظار کا ذکر کرنے کے ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا ہے۔ کہ وُہ اس کے متعلق کیا امیدیں اور کیا توقعات رکھتے ہیں۔ یہ توقعات بالکل صحیح اور درست ہیں۔ مگر ان سے یہ بھی ظاہر ہے۔ ان کا اس صُورت میں پورا ہونا ناممکن ہے۔ کہ ہر مذہب کا موعُود اس مذہب کے پیروؤں کے موجودہ عقائد کی تصدیق کرنے والا ہو۔ کیونکہ ایک تو ان عقائد میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ایک مذہب کے لوگ جن عقائد کو درست قرار دیتے ہیں دوسرے مذاہب کے لوگ ان کو بالکل غلط۔ اور نادرست سمجھتے ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے۔ کہ اتنے بڑے اختلاف کے باوجود سب مذاہب کے لوگوں کے موجودہ عقائد درست نہیں ہو سکتے۔ دوم یہ بھی ناممکن ہے کہ خدا تعالےٰ ایک ہی زمانہ میں ہر مذہب میں علیحدہ علیحدہ مصلح مبعوث کرے۔ جو ایک دُوسرے سے عقائد اور روحانی تعلیم میں بعد المشرقین رکھتے ہوں۔ اور ایک دوسرے کے عقائد کو غلط قرار دینا اپنا فرض سمجھتے ہوں۔ جب ساری دُنیا کا خالق و مالک ایک ہے۔ تو پھر کس طرح ممکن ہے۔ کہ وُہ اپنے بندوں کی روحانی اصلاح کے لئے ایسے مصلحین مبعُوث کرے۔ جو ایک دُوسرے کے خلاف تعلیم دیں۔ اور دنیا کو ایک معبُود کے آستانہ پر جھکانے کی بجائے الگ الگ معبُودوں کے سامنے سرنیاز خم کرنے کے لئے کہیں :۔

تمام دُنیا کے لئے ایک ہی مُصلح

جب صورتِ حالات یہ ہے۔ تو پھر ماننا پڑتا ہے کہ ایک زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعُوث ہونے والے مصلحین ایک ہی تعلیم لے کر آسکتے ہیں۔ اور ان کا مشن ساری دُنیا کو ایک ہی مرکز پر جمع کرنا ہو سکتا ہے۔ اور جب مصلحین کے آنے کی یہ غرض ہو۔ اور یقیناً یہی ہے۔ تو پھر ہر مذہب میں علیحدہ علیحدہ روحانی مصلح کے آنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ خاص کر اس زمانہ میں جبکہ خدا تعالےٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیے ہیں۔ کہ ساری دُنیا ایک ملک کی سی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ اور ایک انسان ساری دُنیا میں دینِ حق کی تعلیم پہونچا سکتا۔ اور تمام لوگوں کو خدا تعالےٰ کی رضا کے حصُول کے طریق بتا سکتا ہے۔ پس ایک ہی مصلح اعظم کا آنا کافی ہے اور ایک ہی آنا چاہیئے۔ جو تمام مذاہب کے لوگوں کے لئے مصلح ہونے کا مدعی ہو۔ اور تمام کے سامنے واحد خدا کی ایک ہی تعلیم رکھے۔ اور اسی کو سب کے لئے کافی قرار دے :۔

ایک ہی مصلح کے کئی نام رکھنے کی وجہ

اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے۔ کہ بے شک تمام مذاہب کے لوگوں کے لئے جو روحانی اصلاح کے محتاج ہیں۔ ایک ہی مصلح آنا چاہیئے کیونکہ مختلف مصلحین کا ایک ہی خدا سے مختلف تعلیمیں لے کر آنا عقلی اور نقلی لحاظ سے محال ہے۔ لیکن اس کی کیا وجہ ہے۔ کہ ہر مذہب میں آنے والے مصلح کا الگ نام رکھا گیا۔ اور اس مذہب کے پیرو اسی نام سے آنے والے کا انتظار کر رہے ہیں۔" یہودی مسیح علیہ السلام کے منتظر ہیں عیسائی ابن آدم کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ مسلمان مہدی کا انتظار کر رہے ہیں۔ اور ہندو کلگی اوتار کے آنے کی امید رکھتے ہیں" جب ایک ہی مصلح آسکتا تھا۔ اور ایک ہی آنا چاہیے تھا۔ تو کیوں ایک ہی نام سے تمام مذاہب میں اس کے آنے کی خبر نہ دی گئی۔ اور کیوں علیحدہ علیحدہ نام رکھے گئے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے۔ ہر مذہب کے لوگوں کو ان کی مذہبی زبان کے الفاظ اور معنوں میں خبر دی گئی۔ تاکہ وُہ اس کے مفہوم کو اچھی طرح ذہن نشین کر سکیں۔ پھر مختلف مذاہب کے لوگ جس نام سے مانوس تھے۔ اسی نام کے مصلح کے آنے کی انہیں خبر دی گئی۔ تاکہ وہ اس

کے آنے کے منتظر رہیں۔ اگر انہیں کوئی ایسا نام بتا دیا جاتا۔ جو ان کے لئے بالکل اجنبی ہوتا۔ یا جسے وُہ اپنے میں سے نہ سمجھتے۔ تو اس کا انتظار اس اخلاص و عقیدت کے ساتھ نہ کرتے جس اخلاص سے وُہ ایک مانوس اور اپنے میں سے پیدا ہونے والے نام کے مصلح کے متعلق کرتے۔ مثلاً اگر ساری دُنیا کو مسیح کے نام سے مبعوث ہونے والے مصلح کی آمد کی خبر دی جاتی۔ تو مسلمانوں اور ہندوؤں کو اس سے خاص عقیدت نہ پیدا ہو سکتی۔ اسی طرح اگر کلگی اوتار کے نام سے آنے والے مصلح کے آنے کی پیشگوئی ہر مذہب میں پائی جاتی۔ تو یہودی اور عیسائی۔ اور مسلمان اس کی طرف خصوصیت سے متوجہ نہ ہو سکتے۔ یا اگر مہدی کے نام سے آنے والے کی پیشگوئی تمام مذاہب میں موجود ہوتی تو ہندو۔ یہودی۔ اور عیسائی اس کی طرف توجہ نہ کر سکتے۔ پس خدا تعالیٰ نے تمام لوگوں کو آنے والے مصلح کے منتظر رکھنے کے لئے اسی نام سے خبر دی۔ جو ہر مذہب کے لوگوں کے لئے باعث عقیدت تھا۔ اور جس کے متعلق وُہ سمجھتے تھے۔ کہ انہی میں سے ہوگا۔ اس طرح ہر مذہب کے لوگوں کو آنے والے مصلح کا منتظر بنا دیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ تمام مذاہب کے لوگوں میں اپنی اپنی جگہ مصلح کے آنے کا انتظار اب تک پایا جاتا ہے۔

مصلح کی بعثت

آخر جب وُہ زمانہ آ گیا جس میں ہر مذہب کی پیشگوئی کے مطابق مصلح کا آنا مقدر تھا۔ اور وُہ تمام علامات پوری ہو گئیں۔ جو اس زمانہ کی تعیین کے لئے ضروری تھیں۔ تو خدا تعالیٰ نے ایک طرف تو ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ تمام دُنیا کو ایک ہی مصلح خدا تعالیٰ کے منشاء اور اس کی حقیقی تعلیم کی طرف توجہ دلا سکے۔ اور دوسری طرف تمام ادیان کے موعود مصلحین کے نام ایک ہی مصلح کو دے کر اپنی فعلی شہادت سے ثابت کر دیا۔ کہ تمام مذاہب میں اسی ایک مصلح کے آنے کی خبر مختلف ناموں سے دی گئی تھی۔ چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جہاں خدا تعالیٰ نے تمام دُنیا کے لئے مصلح بنا کر اس زمانہ میں مبعوث کیا۔ اور آپ نے یہ دعوےٰ کیا۔ کہ چونکہ میں ایک ایسے نبی کا تابع ہوں۔ جو انسانیت کے تمام کمالات کا جامع تھا اس کی شریعت اکمل و اتم تھی۔ اور تمام دُنیا کی اصلاح کے لئے تھی۔ اس لئے مجھے بھی وُہ قوتیں عنایت کی گئیں۔ جو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ضروری تھیں (حقیقۃ الوحی ص۳۵۶) وہاں آپ کو تمام مذاہب کے مصلحین کے ناموں سے بھی موسوم کیا۔ اور اس وقت جبکہ تمام مذاہب کے لوگ مصلح کے آنے کی بے حد ضرورت محسوس کر رہے۔ اور اپنے آپ کو اصلاح کے محتاج قرار دے رہے ہیں۔ اور جبکہ وُہ تمام علامتیں پوری ہو چکی ہیں جو ہر مذہب میں مصلح کے زمانہ کے متعلق بتائی گئی تھیں۔ تو تمام روئے زمین پر سوائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کوئی انسان ایسا نہیں پایا جاتا جس نے اپنے آپ کو تمام ادیان کی اصلاح کے لئے اور تمام لوگوں کو ایک مرکز پر جمع کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہونے کا دعوےٰ کیا ہو۔ اور جس نے یہ اعلان کیا ہو کہ خدا تعالیٰ نے اسے تمام ادیان کے موعود مصلحین کے نام سے مبعوث کیا ہے۔ چنانچہ آپ ہی ہیں جنہوں نے تمام دُنیا کے سامنے اپنے متعلق خدا تعالیٰ کا یہ کلام پیش فرمایا۔ کہ جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء۔ یعنی میں خدا کا وُہ جری ہوں۔ جو تمام انبیاء کے حلوں میں مبعوث کیا گیا ہوں۔ اس کے علاوہ خدا تعالیٰ نے آپ کو مسیح، مہدی اور کرشن کے نام خصوصیت سے عطا کئے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔

"چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند"

پھر فرماتے ہیں:۔

"ابن مریم ہوں مگر اُترا نہیں میں چرخ سے
نیز مہدی ہوں مگر بے تیغ اور بے کارزار"

نیز آپ کا الہام ہے۔ "ہے کرشن رودر گوپال"

اس طرح آپ نے ان مذاہب کے لوگوں کو جو خاص خاص ناموں سے آنے والے مصلحین کے منتظر ہیں۔ بتا دیا۔ کہ میں ہی وُہ موعود ہوں جن کے تم منتظر ہو۔

تمام مذاہب کا متحدہ مسئلہ

ذرا غور تو کرو۔ دُنیا کے اہم سے اہم امور چند ایک شہادتوں کی بنا پر درست تسلیم کر لئے جاتے ہیں۔ پھر جس امر کی شہادت تمام ادیانِ عالم میں موجود ہو۔ اور ہزار ہا سال سے جس کی تائید کروڑہا انسان دُنیا کے مختلف دیار سے کرتے چلے آ رہے ہوں۔ اس کی صداقت میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ اس آخری زمانہ میں مصلح کا مبعوث ہونا ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر تمام ادیانِ عالم کا اتحاد ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ موجودہ زمانہ میں ہر مذہب کے لوگ اپنے آپ کو قابل اصلاح قرار دے کر اور مصلح کے آنے کے زمانہ کی تمام علامات کو پورا ہوتا دیکھ کر بڑی شدت اور نہایت بے تابی کے ساتھ اس کا انتظار کر رہے ہیں۔ اس بارے میں تمام ادیان و ملل کا ایسا اتحاد نظر آتا ہے جس کی نظیر شاید ہی کسی اور مسئلہ میں مل سکتی ہے۔ اس کے متعلق یہ کہنا ظلم عظیم نہیں تو اور کیا ہے۔ کہ "یہ محض شاعرانہ تخیل ہے۔ جو ایک قوم نے دوسری سے لے لیا۔ اور اس طرح دُنیا میں عام ہو گیا" (انقلاب ۲۲ دسمبر ۱۹۳۳ء) کیا اس قسم کے کسی شاعرانہ تخیل کا پتہ بتایا جا سکتا ہے۔ جو کسی ایک قوم نے دوسری قوم سے لیا ہو اور وُہ ساری دُنیا میں عام ہو گیا ہو۔ اگر نہیں۔ اور قطعاً نہیں۔ تو اسے بھی کسی صورت میں شاعرانہ تخیل قرار نہیں دیا جا سکتا۔

حق و باطل کا فیصلہ

دراصل یہ ساری دُنیا میں ایسا متحدہ مسئلہ ہے۔ جو ہر قسم کے شک و شبہ سے بالا ہے۔ اور یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ جس چیز کی خبر تمام انبیاء مختلف ادوار و زمانہ سے دیتے چلے آئے ہیں۔ اور جس کا انتظار کرنے والے دُنیا کے ہر حصہ میں اب بھی پائے جاتے ہیں۔ وُہ اس وقت جبکہ اس کی ضرورت تمام مذاہب کے لوگوں کو لاحق ہے۔ انہیں نہ دی جائے۔ وُہ یقیناً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود باجود میں دُنیا کو عطا ہو چکی ہے۔ اور یقیناً اب آپ ہی کے ذریعہ دُنیا میں حق و باطل کا دو ٹوک فیصلہ ہو جائے گا۔ اہل جہان کی مصیبتیں اور تکلیفیں ختم ہو جائیں گی۔ مذاہب کی جنگ باقی نہ رہے گی۔ مگر اسی وقت جب دُنیا آپ کو مان کر آپ کے پیش کردہ اسلام کو قبول کرے گی۔ آپ نے خدا تعالیٰ کے کامل ترین مصلح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو شان ظاہر کی ہے۔ اس کا اعتراف کرے گی۔ اور آپ نے رحمۃ للعالمین کے جن فیوض و برکات کا پتہ بتایا ہے۔ ان سے متمتع ہونے کی کوشش میں لگ جائے گی۔ اگر آپ کو قبول کرنے کے بعد ایسا انقلاب عظیم دُنیا میں رونما نہ ہو۔ تو پھر کسی کا جو جی چاہے۔ کہے۔ لیکن آپ کو قبول کرنے کے بغیر کسی کا حق نہیں ہے۔ کہ انکار کرے۔

من گھڑت باتیں

کہا گیا ہے۔ کہ "ہمیں تو ایسا آدمی چاہیئے۔ جسے یہودی مسیح مانیں۔ مسلمان مہدی کہہ اٹھیں۔ عیسائی ابن آدم قرار دیں۔ اور ہندو کلگی اوتار کے نام سے موسوم کریں۔ اور پھر وُہ جنگ ہفتاد و دو ملت کو یک قلم ختم کر دے۔ اور دُنیا کی مصیبتوں کو جن میں اقتصادی کساد بازاری کثرت اسلحہ۔ گرانباری تاوان حرب۔ معاہدہ ورسائی جاپان کی اندھا دھند تجارت۔ اور ہندوستان کی غلامی بھی شامل ہیں۔ اپنے ایک اشارہ سے دور کر دے۔ اس کے بعد نہ کوئی قوم کسی دوسری قوم پر حملہ کرے نہ جمعیۃ الاقوام کی ضرورت باقی رہے" (انقلاب ۲۲ دسمبر ۱۹۳۳ء)

ثبوت پیش کرو

ان الفاظ سے جہاں یہ ثابت ہے۔ کہ تمام ادیان کے وُہ موعود جن کی مختلف ناموں سے خبر دی گئی ہے۔ انہیں ایک ہی انسان کی شکل میں مبعوث ہونا چاہیئے۔ اور اسی ایک کو یہودی مسیح مانیں مسلمان مہدی کہہ اٹھیں۔ عیسائی ابن آدم قرار دیں۔ اور ہندو کلگی اوتار کے نام سے موسوم کریں۔ وہاں یہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس موعود کے متعلق ایسی ایسی باتیں کی گئی ہیں جن کے متعلق ہم خدا تعالیٰ کا یہ ارشاد پیش کر سکتے ہیں۔ کہ ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین۔ اگر تم سچے ہو۔ تو ان کی صداقت کے دلائل بیان کرو۔ جب سے دُنیا چلی ہے۔ رُوحانی مصلح کی ضرورت موجود زمانہ میں ہی پیش نہیں آئی۔ گزشتہ زمانوں میں بھی پیش آتی رہی ہے اور موجودہ زمانہ میں جس مصلح نے خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہونے کا دعوےٰ کیا۔ وُہ اپنے دعوے میں منفرد نہیں بلکہ اس سے پہلے بھی اس دعوے کے ساتھ کھڑے ہونے والے گزر چکے ہیں پھر کیا کسی ایک کے متعلق بھی یہ ثابت کیا جا سکتا ہے۔ کہ جن لوگوں کی اصلاح کے لئے خدا تعالیٰ نے اسے بھیجا۔ وُہ تمام کے تمام اس کے دعوے کے مصدق ہو گئے۔ اس نے جنگ ہفتاد و دو ملت کو یک قلم ختم کر دیا۔ اور دُنیا کی مصیبتوں کو اپنے ایک اشارے سے دور کر دیا۔ کسی ایسے مصلح کا پیش کرنا تو الگ رہا [illegible] انقلاب خود مُعترف ہے۔ کہ "دُنیا میں آج تک بے شمار انبیاء تشریف لائے۔ یہاں تک کہ انبیاء کا سردار بھی آ گیا صلی اللہ علیہ وسلم۔ لیکن ساری دُنیا نے کسی کو بھی متحدہ طور پر پیشوا تسلیم نہ کیا" (انقلاب ۲۲ دسمبر ۱۹۳۳ء) پس جب یہ بات ہے۔ تو پھر موعود ادیان کے متعلق اس کے سراسر خلاف یہ مطالبہ کرنے کا کسی کو کیا حق ہے۔ کہ "ہمیں تو ایسا آدمی چاہیئے۔ جسے یہودی مسیح بنا لیں۔ مسلمان مہدی کہہ اٹھیں۔ عیسائی ابن آدم قرار دیں۔ اور ہندو کلگی اوتار کے نام سے موسوم کریں۔ اور پھر وُہ جنگ ہفتاد و دو ملت کو یک قلم ختم کر دے" اگر ساری دُنیا نے کسی کو بھی حتیٰ کہ انبیاء کے سردار ہی افضل [illegible] صلعم کو بھی متحدہ طور پر پیشوا تسلیم نہ کیا۔ تو کسی اور مصلح کو متحدہ طور پر کب تسلیم کر سکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر زمانہ میں حق و صداقت کی پیاسی روحیں ہی روحانی مصلحین کو تسلیم کرتی رہی ہیں۔ اور اس زمانہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسی ہی روحوں نے مانا۔ اور مانتی چلی جا رہی ہیں [illegible] آئے گا جبکہ دُنیا میں آپ کے [illegible] کو نہ ماننے والوں پر نمایاں غلبہ حاصل ہو جائے گا [illegible] کے کان سننے کے ہیں سن رہے کہ یہ الٰہی [illegible] ہے۔ جو اپنے وقت پر ضرور پورا ہو گا۔ اور اسی طرح پورا ہو گا۔ جس طرح خدا تعالیٰ کے دوسرے نوشتے [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

ہر جماعت میں درس القرآن جاری کرنے کی ضرورت

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۶ جنوری ۱۹۳۴ء بمقام لاہور

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

انسانی عقل اور انسانی دانائی اس قدر ظاہری علوم پر مبنی نہیں ہے۔ جسقدر کہ

عنایت الہیہ

اور فضل الٰہی پر مبنی ہے۔ بعض لوگ بہت کچھ پڑھے ہوئے نظر آئینگے مگر ان کے علوم ان کے لئے وبال جان ہو جاتے ہیں۔ نہ ان کے اخلاق میں درستی ہوتی ہے۔ نہ ہی تمدنی طور پر انہیں کوئی عظمت حاصل ہوتی ہے۔ اور نہ ہی روحانی طور پر وہ کوئی مفید کام کرنے والے ثابت ہوتے ہیں۔ لیکن جب انسان اللہ تعالےٰ کی طرف توجہ کرتا ہے۔ اس کی

مہربانی اور عنایت

کو حاصل کر لیتا ہے۔ تو اس کے دماغ کو ایسا نور اور زبان کو ایسی تاثیر مل جاتی ہے۔ کہ بڑے بڑے پڑھے لکھے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ خواہ وہ ایک لفظ بھی پڑھا ہوا نہ ہو۔ دنیا میں بڑے بڑے علماء گذرے ہیں۔ اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔ مگر یہ سب کے سب یا کم سے کم ایسے انسان جنہوں نے دیانت کو نہیں چھوڑا۔ تسلیم کریں گے۔ کہ جو تعلیم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دی۔ وہ

عظمت اور وسعت

اور گہرے اثرات و نتائج کے لحاظ سے بھی تمام انسانوں کی تعلیمات سے فائق ہے۔ حالانکہ آپ دنیوی علوم سے بالکل بے بہرہ تھے۔ آپکو جو کچھ ملا۔ خدا تعالےٰ کی طرف سے

قرآن کے ذریعہ

ملا۔ مگر اب کتنے ہیں جو اسے حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے علیحدہ علوم نہیں سکھائے تھے۔ یہ نہیں۔ کہ رات کو اللہ تعالےٰ آپ کو کچھ اور سکھا دیتا۔ اور باقی دنیا کے لئے قرآن نازل کرتا۔ آپ پر جو کچھ بھی نازل ہوا۔ وہ قرآن ہی ہے۔ [illegible] بعض اور وحیاں بھی ہوئیں جنہیں احادیث قدسیہ کہا جاتا ہے۔ مگر وہ سب قرآن کے تابع ہیں تمام علوم قرآن میں موجود ہیں۔ اور اسی سے حاصل کرکے آپ نے وہ تعلیم دی۔ کہ جسکا مقابلہ اور کوئی تعلیم نہیں کر سکتی۔ وہ قرآن کریم اب بھی ہے۔ مگر اس کے پڑھنے والے معمولی علم رکھنے والوں سے بھی شرمندہ اور ذلیل ہوتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ قرآن

ایک مخفی خزانہ

ہے۔ جس کے حصول کے لئے جس کوشش اخلاص اور نیکی کی ضرورت ہے۔ وہ اب قرآن پڑھنے والوں میں نہیں۔ دو ہی باتیں ہیں۔ یا تو یہ کہ قرآن کے متعلق ہمارے دعاوی غلط ہیں۔ وہ

علوم کا خزانہ

نہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تعلیم کسی اور جگہ سے حاصل کرکے دی۔ یا پھر یہ کہ پڑھنے والوں کے اندر وہ چیز نہیں جس کی علوم قرآنی حاصل کرنے کے لئے ضرورت ہے۔ اور آخری بات ہی صحیح ہے۔

ہمارے ملک میں

یہ دبا ہے۔ کہ عوام تو رہے الگ علماء بھی قرآن نہیں پڑھتے۔ حتیٰ کہ مدارس اسلامیہ میں بھی قرآن کا ترجمہ نہیں پڑھایا جاتا۔ پہلے طالب علم عربی پڑھتے رہتے ہیں۔ اور جب اس سے واقف ہو گئے۔ تو تفسیر شروع کرا دی جاتی ہے۔ اسی لئے مولوی قرآن کریم کے ترجمہ سے گھبراتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ سوائے قرآن کے ایک ترجمہ کے جو زیادہ مقبول نہیں ہوا۔ باقی قرآن کریم کے جتنے تراجم ہیں۔ وہ سب غیر علماء نے کئے ہیں۔ ایک ترجمہ فتح محمد صاحب جالندہری نے کیا ہے جو عالم نہ تھے۔ دوسرا ڈپٹی نذیر احمد صاحب دہلوی نے کیا ہے وہ بھی عالم نہ تھے۔ بلکہ سرکاری عہدیدار تھے۔ اور ان کا ترجمہ ہی زیادہ مقبول ہوا ہے۔ مرزا حیرت نے بھی ترجمہ کیا۔ مگر وہ بھی عالم نہیں تھے ہمارے ملک کے

علماء کہلانیوالے

جلالین۔ بیضاوی۔ کشاف پڑھ لینا ہی کمال سمجھتے ہیں یا پھر اگر کوئی زیادہ بلند پروازی کی طرف مائل ہوا۔ تو اس نے تفسیر رازی پڑھ لی۔ اور سمجھ لیا۔ کہ ہم نے قرآن سیکھ لیا ہے۔

قرآن کریم پر تدبر

کی انہیں عادت ہی نہیں۔ ان کی یہ بہت بڑی خامی ہے۔ کہ انہوں نے عقل انسانی پر کفایت کر لی۔ اور اللہ تعالےٰ سے مدد کی انہیں کوئی توجہ نہ رہی۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم قیامت کے روز کہیں گے۔ یا رب ان قومی اتخذوا ھذا القراٰن مھجورا۔ اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا۔ صرف قرآن نہیں فرمایا۔ بلکہ

ھذا القراٰن

فرمایا۔ یعنے یہ قرآن جو اس قدر برکات والا ہے۔ اسے چھوڑ دیا۔ اور اس سے توجہ ہٹالی۔ ہماری جماعت کے کئی دوست مجھ سے پوچھتے رہتے ہیں۔ کہ

قرآن کریم کا انگریزی و اردو ترجمہ

کب شائع ہوگا۔ لیکن جہاں میں یہ سمجھتا ہوں۔ کہ وہ یہ سوال کر سکتے ہیں۔ اور مرکز کا فرض ہے۔ کہ کوشش کرکے اس سوال کا جواب جلد دے۔ وہاں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں۔ کہ قرآن کا پڑھنا پڑھانا کسی ترجمہ پر منحصر نہیں۔ میں نے کئی دفعہ توجہ دلائی ہے۔ کہ

جماعتوں میں درس قرآن کا انتظام

ہونا چاہیئے۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ اس وقت تک بہت سی جماعتیں اس سے محروم ہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب میں ایسا ذخیرہ اور ایسی باتیں موجود ہیں۔ کہ جو شخص ترجمہ جانتا ہو۔ یا کم سے کم ترجمہ والے قرآن کے ذریعہ قرآن کا ترجمہ پڑھ سکتا ہو۔ وہ غور و تدبر کرنے پر دوسرے علماء کہلانے والوں سے بہت زیادہ قرآن سمجھ سکتا ہے۔ میرا خیال ہے۔ کہ اگر کوئی انسان کوشش کرے۔ تو

قرآن سیکھنے کے لئے

دنیوی طور پر تعلیم یافتہ ہونا کوئی ضروری نہیں۔ بلکہ اس کے لئے

اخلاص۔ نیکی۔ تقوےٰ اور انابت

کی ضرورت ہے۔ جب ایک انسان آستانۂ الٰہی پر گر جائے۔ اور خدا تعالےٰ کے آگے سر جھکا دے۔ تو خدا تعالےٰ ضرور اس کی مدد کرتا ہے۔ میں چھوٹا بچہ تھا۔ تھوڑی ہی عمر تھی۔ اور عربی کی ابتدائی کتابیں ہی پڑھ رہا تھا۔ کہ میں نے

ایک رویاء

دیکھا۔ پہلے ٹک سی ایک آواز آئی۔ جیسے کٹورے پر انگلی یا کوئی چیز مارنے سے پیدا ہوتی ہے۔ پھر وہ آواز پھیلنا شروع ہوئی۔ اور ایک وسیع میدان کی صورت اختیار کر گئی۔ ایک ایسا میدان کہ جس کی نہ

ابتداء نظر آتی تھی۔ نہ انتہا۔ پھر میں نے دیکھا۔ کہ اس میں سے سینما کی فلم کی طرح کی کوئی چیز نمودار ہونا شروع ہوئی۔ اور جوں جوں وہ نزدیک ہوتی گئی۔ اس میں سے ایک تصویر کی صورت ظاہر ہونے لگی۔ اور میں نے اسے پہچاننا شروع کیا۔ تو وہ ایک زندہ انسان کی صورت تھی۔ اور مجھے بتایا گیا۔ کہ یہ فرشتہ ہے۔ وہ آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ آپ کو

سورۂ فاتحہ کی تفسیر

پڑھاؤں۔ میں نے کہا۔ پڑھائیے۔ اور وہ پڑھانے لگ گیا جب ایاک نعبد و ایاک نستعین تک پڑھا چکا۔ تو کہنے لگا۔ کہ اس وقت تک جتنی تفاسیر لکھی گئی ہیں۔ وہ یہیں تک کی ہیں۔ میں آپ کو آگے پڑھاؤں۔ میں نے کہا۔ ہاں پڑھائیے۔ اور وہ پڑھانے لگ گیا۔ جب میں بیدار ہوا۔ تو اس میں سے کئی باتیں مجھے یاد تھیں اور میں نے انہیں نوٹ بھی کرنا چاہا۔ مگر کیا نہیں۔ یہ غالباً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے قریب کا زمانہ تھا۔ مجھے ٹھیک یاد نہیں۔ یا اگر حضرت خلیفہ اولؓ کا زمانہ تھا۔ تو ابتدائی ایام ہی تھے۔ میں نے اس رؤیا کا ذکر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا۔ آپ نے افسوس کیا۔ کہ وہ باتیں میں نے کیوں نہ لکھ لیں۔ مگر بعد میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر ظاہر ہوا۔ کہ لکھنا بے فائدہ تھا۔ اس

رؤیا کا مطلب

تو یہ ہے۔ کہ سورۂ فاتحہ کی تفسیر میرے دل میں ڈالی گئی۔ اور فرشتہ کا یہ کہنا۔ کہ اس وقت تک جو تفاسیر لکھی گئی ہیں۔ وہ ایاک نعبد تک کی ہیں۔ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ اس سورۃ کا یہاں تک کا حصہ

بندہ کا کام

ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کہتا ہے۔ کہ میں نے سورہ فاتحہ کو اپنے اور اپنے بندہ کے درمیان تقسیم کر دیا ہے۔ آدھی خود رکھ لی۔ اور آدھی بندہ کو دے دی ہے۔ گویا یہاں تک بندہ کا کام ہے۔ بظاہر تو پہلا حصہ خدا تعالےٰ کی صفات ہی ہیں۔ مگر بندہ جب اسے پڑھتا ہے۔ تو گویا اللہ تعالےٰ کی صفات کا اظہار کرتا ہے۔ اور اھدنا الصراط المستقیم سے آگے خدا کا کام ہے۔ اور یہ ایسی بات ہے۔ جسے وہی معلوم کر سکتا ہے جسے

خدا کا قرب حاصل

ہو۔ اس رؤیا کے زمانہ سے لے کر آج تک کبھی میں نے قرآن کو ہاتھ نہیں لگایا۔ کہ نئے علوم مجھ پر نہ کھلے ہوں۔ اور جب بھی میں نے سورۂ فاتحہ کی تفسیر کی ہے نئے رنگ میں کی ہے۔ میرے خطبات کو پڑھ کر دیکھ لو۔ اس وقت تک میں

سو سے زیادہ تفاسیر

اس کی بیان کر چکا ہوں۔ اور ابھی یہ خزانہ ختم نہیں ہوا یہی حال سارے قرآن کا ہے۔

پس میں

دوستوں کو نصیحت

کرتا ہوں۔ کہ وہ قرآن کو اخلاص سے پڑھیں۔ ہر جماعت کو چاہیئے کہ درس جاری کرے۔ اسی طرح لاہور کی جماعت بھی کرے۔ یہاں ہوسٹل ہے۔ وہاں بھی درس ہونا چاہیئے۔ مجھے معلوم نہیں۔ کہ ہوتا ہے یا نہیں۔ لیکن اگر ہوتا ہے۔ تو بے قاعدہ ہوتا ہوگا۔ بہت سے لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں کو بھی خود نہیں سمجھ سکتے۔ اس لئے ابتداءً انہیں

سہارا کی ضرورت

ہوتی ہے۔ جو درس سے حاصل ہو سکتا ہے۔ پس اگر مسجد، ہوسٹل یا جو دوست دور دور رہتے ہیں۔ وہ محلہ وار جمع ہو کر درس کا انتظام کریں۔ اور جن کے لئے محلہ وار جمع ہونا بھی مشکل ہو۔ وہ گھر میں ہی درس دے لیا کریں۔ تو جماعت میں تھوڑے ہی دنوں کے اندر

علوم کے دریا

بہ جائیں۔ درس کے لئے بہترین طریق یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفاسیر کو مد نظر رکھا جائے۔ آپ نے اگرچہ کوئی باقاعدہ تفسیر تو نہیں لکھی۔ مگر

تفسیر کے اصول

ایسے بتا دیئے ہیں۔ کہ قرآن کو ان کی مدد سے سمجھنا بہت آسان ہو گیا ہے۔ اور سب سے زیادہ اس کے لئے

انابت کی ضرورت

ہے۔ قرآن میں آتا ہے۔ کہ لا یمسہ الا المطھرون یعنی اس کی گہرائیوں کو مطہر لوگ ہی پا سکتے ہیں۔ مطہر کے یہ معنے نہیں۔ کہ انسان تمام عیبوں سے یکدم پاک ہو جائے۔ اس کے لئے کوشش کرتے رہنا چاہیئے۔ لیکن یہاں پاکیزگی سے مراد

خدا کی محبت کی پاکیزگی

ہے۔ جس کے اندر یہ پیدا ہو جائے۔ اسے عشق الٰہی حاصل ہو جاتا ہے۔ محبت ایک آگ ہے۔ اس کی ابتدائی حالت بھی آگ ہے۔ اور انتہائی بھی۔ اسی طرح عشق جب شروع ہو۔ گو پھر پھیلتا جاتا ہے اور اس کا پہلا حصہ بھی عشق ہے۔ اور آخری بھی عشق ہے۔

طہارت کے کئی مقام

ہیں۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طہارت کا جو مقام تھا۔ وہ حضرت ابوبکرؓ کو حاصل نہیں تھا۔ اور حضرت ابوبکرؓ کے مقام طہارت کو حضرت عمرؓ نہیں پہنچے تھے۔ حضرت عمرؓ کا مقام حضرت عثمانؓ سے اور حضرت عثمانؓ کا حضرت علیؓ سے بلند تھا۔ تو طہارت کے مدارج کے حصول کی کوشش بھی جاری رہنی چاہیئے۔ مگر عشق ہر وقت لگ سکتا ہے۔ اور جس کے اندر خدا کا عشق پیدا ہو جائے۔ وہ قرآن کریم کو سمجھ سکتا ہے۔ پس قرآن کریم کو

تمام علوم پر مقدم

کرو۔ مسلمانوں کی ساری تباہی اسی وجہ سے ہے۔ کہ انہوں نے قرآن کریم کو چھوڑ دیا۔ حتےٰ کہ علماء کہلانے والوں نے بھی چھوڑ دیا ہمارے لاہور کے ایک دوست کو مولویوں میں تبلیغ کا شوق ہے۔ وہ میرے پاس دیوبند کے تعلیم یافتہ طلباء کو لے آئے۔ جن میں سے ایک نے مجھ سے پوچھا۔ کہ آپ کی تعلیم کتنی ہے۔ ان کے نزدیک تعلیم سے مراد چونکہ

کسی مدرسہ کا سند یافتہ

ہونا تھا۔ اس لئے میں نے کہا۔ کوئی نہیں۔ کہنے لگے۔ آخر کچھ تو ہوگی۔ میں نے کہا۔ صرف قرآن جانتا ہوں۔ کہنے لگے انتہائی تعلیم کیا ہے۔ میں نے کہا۔ ابتدائی بھی یہی اور انتہائی بھی یہی ہے۔ پھر انہوں نے پوچھا انگریزی تعلیم بھی ہے۔ یا نہیں۔ میں چونکہ ان کا مطلب سمجھ چکا تھا۔ میں نے کہا۔ میں مدرسہ میں پڑھا کرتا تھا۔ مگر دسویں جماعت تک ہمیشہ فیل ہوتا رہا۔ ایک نے کہا۔ پھر پرائیویٹ تعلیم حاصل کی ہوگی میں نے کہا۔ وہ بھی قرآن ہی کی۔ میرے اس جواب سے کہ صرف قرآن ہی پڑھا ہے۔ وہ حیران تھے۔ اور یہ ان لوگوں کی حالت ہے جو دین کی اشاعت کے ذمہ دار ہیں۔ اور جو اسلام کے ستون سمجھے جاتے ہیں۔ ان کے نزدیک

قرآن کی تعلیم

کوئی تعلیم ہی نہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ انہیں معلوم ہی نہیں۔ کہ قرآن کیا چیز ہے۔ اور دنیوی علوم کی۔ اس کے مقابلہ میں حیثیت کیا ہے کیا دنیوی علوم کا کوئی بڑے سے بڑا ماہر ہے۔ جو

قرآن میں میرا مقابلہ

کر سکے۔ کوئی بڑے سے بڑا فلسفی، منطقی، سائیکالوجسٹ، یا کسی اور شعبۂ علم کا ماہر میرے سامنے آئے۔ اور قرآن پر کوئی اعتراض کرے۔ اور دیکھے۔ کہ میں اسی علم کے ذریعہ اس کے اعتراض کو رد کرتا ہوں یا نہیں۔ علماء آئیں۔ اور

میرے مقابل پر تفسیر لکھیں

مگر میں جانتا ہوں۔ خدا کے فضل سے کسی کے اندر اتنی طاقت نہیں وجہ یہ ہے۔ کہ وہ ساری عمر فقہ اور حدیث رٹتے رہتے ہیں۔ اور قرآن کی طرف کوئی توجہ ہی نہیں کرتے۔ یا منطق پڑھنے میں عمر صرف کر دیتے ہیں۔ اور قرآن کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ کہ انہیں معلوم ہو کہ دنیا کے تمام علوم اس کے سامنے شرمندہ ہیں۔

قرآن جاننے والا

دنیا کی کسی مجلس میں شرمندہ نہیں ہو سکتا۔ جو قرآن جانتا ہو۔ وہ دنیا کے سارے علوم جان لیتا ہے۔ مگر دنیا کے سارے علوم جاننے والا قرآن نہیں جان سکتا۔ یہ بند کتاب ہے۔

مخفی خزانہ ہے

جس تک ہر ایک کی رسائی نہیں ہو سکتی۔ صرف مطہر لوگ ہی اسے پا سکتے ہیں۔ اور جب تک عشق الٰہی دل کے اندر نہ پیدا ہو۔ اس کے

مضامین نہیں کھل سکتے ۔

پس میں لاہور کی جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ قرآن کریم کی طرف متوجہ ہو۔ پہلے بھی میں یہاں علماء کو بھیج کر درس جاری کراتا ہوں۔ مگر پھر یہ سلسلہ بند ہو جاتا ہے۔ حالانکہ درس دینا صرف علماء کا ہی حصہ نہیں۔ بلکہ اور دوست بھی دے سکتے ہیں حضرت خلیفۃ اول نے جب مجھے قرآن شریف کا ترجمہ اور بخاری پڑھائی۔ تو فرمایا بس مجھے جو آتا تھا۔ وہ میں نے آپ کو پڑھا دیا۔ اور میں تو سمجھتا ہوں بخاری کی بھی ضرورت نہ تھی۔

بخاری اور دیگر احادیث کی کتب

تو پڑھی جاتی ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کلام سے قرآن شریف کی تشریح معلوم کرنے کے لئے۔ ورنہ قرآن شریف کامل کتاب ہے۔ بے شک رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب سے زیادہ قرآن جانتے تھے۔ مگر احادیث کے متعلق یہ بھی تو شبہ ہے۔ کہ ممکن ہے۔ وہ کلام آپ کا نہ ہو۔ اور کسی اور نے خود ہی بات گھڑ لی ہو۔ یہ بھی ہم قرآن کی روشنی سے ہی معلوم کر سکتے ہیں۔ کہ کونسی حدیث درست ہے۔ اور حدیث بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کی قیمت

قرآن کریم کی تفسیر ہونے کی وجہ سے

ہی ہے۔ ہم ان سے نور حاصل کرتے ہیں۔ مگر وہ نور قرآن سے ہی لیا گیا ہے۔ پس دوستوں کو چاہیئے۔ کہ فوراً درس جاری کر دیں۔ اور ہر محلہ میں اس کا انتظام ہو۔ خواہ کوئی ترجمہ ہی جانتا ہو۔ وہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب

سے مدد لیکر درس جاری کرے۔ اور جو سمجھ میں نہ آئے۔ وہ کسی عالم سے پوچھ لے۔ یا جب قادیان آنے کا موقعہ ملے۔ یا میں یہاں آؤں تو مجھ سے دریافت کر لے۔ اس میں کوئی ہتک کی بات نہیں۔ کہ جو بات سمجھ میں نہ آئے۔ وہ کسی سے پوچھ لی جائے مجھے فقہ سے دلچسپی نہیں۔ اگرچہ مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسا نور اور ایسی فراست حاصل ہے۔ کہ بڑے بڑے امور کو میں خود حل کر لیتا ہوں۔ لیکن بعض اوقات کوئی فقہی مسئلہ مجھ سے پوچھے۔ تو کہہ دیتا ہوں۔ کہ مجھے یاد نہیں۔ کسی عالم سے پوچھ لو۔ تو جو بات نہ آتی ہو۔ اس کا کسی سے پوچھ لینا کوئی ہتک کی بات نہیں۔ اگر پہلی بار درس دینے پر نصف قرآن ہی سمجھ میں آئے۔ تو دوسرے درس تک بہت سے مزید مقام حل ہو جائیں گے۔ اور اس طرح کسی دن

سارا قرآن

حل ہو جائے گا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن کی دو تین آیات مجھے سمجھ نہیں آئیں۔ مگر میرے بعد اللہ تعالیٰ نے وہ بھی حل کر دی ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ کو قرآن کی پانچ آیات سمجھ نہیں آئی تھیں۔ مگر حضرت خلیفہ اول کو اللہ تعالیٰ نے وہ بھی سمجھا دیں۔ اور آپ پر جو حل نہ ہوئی تھیں۔ اللہ تعالےٰ نے مجھ پر وہ بھی کھول دیں۔ ۔

ہر آیت کے سینکڑوں مطالب

ہو سکتے ہیں۔ اگر وہ مطلب جو آئندہ زمانہ کے لئے ہے۔ وہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ تو کوئی ہرج نہیں۔ آئندہ زمانہ میں ہونے والے اعتراضات کا بھی تو ہم کو جواب نہیں دینا پڑھتا۔ صرف وہ مطالب بھی اگر سمجھ میں آ جائیں۔ جو اس زمانہ کے متعلق ہیں۔ تو کافی ہے۔ اگر کل کوئی اور ضرورت ہوگی۔ تو خدا تعالیٰ نئے مطالب بھی کھول دے گا۔ یہ چیز کسی

خاص انسان سے تعلق

نہیں رکھتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ حضرت خلیفۃ اول میری یا علماء جماعت کی کوئی خصوصیت نہیں۔ بلکہ ہر شخص جو

اخلاص۔ عشق اور محبت

سے توجہ کرے۔ وہ ایک نیا نور پائے گا۔ بعض اوقات بعض عورتیں اور وہ لوگ جو بالکل ان پڑھ ہوتے ہیں۔ ایسی لطیف بات بیان کر دیتے ہیں۔ اور ایسے معنی بیان کرتے ہیں۔ کہ حیرت ہو جاتی ہے۔ غرض قرآن شریف دل سے تعلق رکھتا ہے۔ اپنے دلوں کو کھولو۔ اور اس کی طرف توجہ کرو۔ جب تک دل نہ کھلے گا۔ اس وقت تک یہ نور نہیں مل سکتا۔

ساری برکتیں

اسی میں ہیں۔ اس لئے اس کی طرف توجہ کی بہت ضرورت ہے۔ نوجوانوں کے لئے بھی درس کا باقاعدہ انتظام ہونا چاہیئے کیونکہ ان کے سامنے لوگ نئے نئے اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ اور دوسرے دوستوں کے لئے بھی مساجد اور محلوں میں درس کا انتظام ہونا چاہیئے علیحدہ طور پر پڑھنے میں یہ نقص ہے کہ بعض لوگوں میں استقلال نہیں ہوتا۔ اور وہ باقاعدہ نہیں پڑھ سکتے۔ درس سے وہ بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ پھر ایک دوسرے کی معلومات اور اعتراضات سے بھی آگاہی ہو جاتی ہے۔ اگر درس کے اختتام پر درس دینے والا یہ کہہ دے۔ کہ اس کے متعلق اگر کسی کو کوئی اور نکتہ سوجھا ہو۔ تو بتائے۔ تو اس سے بہت فائدہ ہو سکتا ہے۔ اور

قرآن کریم سیکھنے کا یہ بہت آسان ذریعہ

ہے۔ تعجب ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس قدر تاکید کے باوجود ابھی تک ایک طبقہ ایسا ہے۔ جو اس طرف متوجہ نہیں۔ حالانکہ دروازہ کھلا ہے۔ معشوق سامنے بیٹھا ہے۔ مگر قدم اٹھا کر آگے نہیں جاتے۔

(الفضل) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے ماتحت جہاں جہاں کی جماعتیں درس القرآن جاری کریں۔ وہ اطلاع دیں۔ تاکہ دوسری جماعتوں کی تحریک کے لئے ان کے نام شائع کئے جائیں۔

پارچات کی رنگائی اور چھپائی کی درسگاہ

پارچات کی رنگائی اور چھپائی ہندوستان کی نہایت قدیم مشہور صنعتوں میں سے ہے۔ لیکن غیر ممالک کے ارزاں مصنوعی رنگوں کی وجہ سے اس کا بازار سرد پڑ گیا ہے۔ پنجاب گورنمنٹ نے پنجاب میں اس صنعت کے فروغ دینے کی غرض سے لاہور سے تقریباً ۵ میل کے فاصلے پر شاہدرہ ریلوے سٹیشن کے قریب گرانڈ ٹرنک روڈ پر ایک کھلی جگہ پر رنگائی اور چھپائی کی درسگاہ قائم کر رکھی ہے۔ جس میں طلبہ کو روئی۔ اون اور ریشم کا صاف کرنا۔ چھاپنا۔ رنگنا اور مکمل کرنا سکھایا جاتا ہے۔ اور نیز رنگریزوں اور چھاپے کا کام کرنے والوں کو مشورے دئے جاتے ہیں۔ اور ان کو وہ رنگ اور کیمیائی مرکبات قیمتاً مہیا کئے جاتے ہیں۔ جو بازار میں دستیاب نہیں ہو سکتے۔ رنگریزوں اور پارچہ بافوں کے سامنے نمائشوں اور میلوں کے ذریعہ عملی مظاہرے بھی کئے جاتے ہیں۔ درسگاہ مذکور میں تین جماعتیں ہیں۔

(۱) فورمین ڈائر کلاس:۔ میعاد تعلیم ۲½ سال ہے۔ اس میں انٹرنس پاس طلبہ لئے جاتے ہیں۔

(۲) رنگائی کی کلاس:۔ میعاد تعلیم ایک سال ہے۔ کسی امتحانی سند کی ضرورت نہیں جو طلبہ پڑھ لکھ سکتے ہوں۔ ان کو ترجیح دی جاتی ہے۔

(۳) چھپائی کی کلاس:۔ ایضاً

جو لوگ پہلے سے کام کر رہے ہیں۔ ان کے لئے بھی تھوڑی سی تعلیم کا انتظام ہے۔ فارغ التحصیل طلبہ کے لئے اپنا کام جاری کرنے کے عمدہ مواقع موجود ہیں۔ بعض طلبہ جیل خانوں اور صنعتی مدارس میں ہیڈ ماسٹر اور رنگائی کے ماسٹر کے طور پر ملازم ہیں اور بعض پرائیویٹ کارخانوں۔ لانڈریوں۔ موزے بنیان اور پارچہ بافی کے کارخانوں میں کام کر رہے ہیں۔ جو لوگ ان صنعتوں کے متعلق کاروبار شروع کرنا چاہیں۔ یہ درسگاہ ان کو بھی مفید مشورے دیتی ہے۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ ایک چھوٹے سے رنگنے کے کارخانے پر جو ۴۰۰ پونڈ تاگا یا کپڑا دن میں رنگ سکے۔ علاوہ عمارت کے ۱۵۰۰ روپے خرچ آتا ہے۔ اور مہینہ بھر کے اخراجات ۳۰۰ روپے سے زائد نہیں ہوتے۔ وظائف فیس۔ داخلہ کی تاریخ کے متعلق اور دیگر تفصیلات ماہر رنگریزی سرکاری مدرسہ رنگائی و چھپائی شاہدرہ سے معلوم ہو سکتی ہیں۔

(محکمہ اطلاعات پنجاب)

مسئلہ خلافت

حضرت خلیفہ اول (رض) کی مساعی جمیلہ دربارہ انسداد ظہور اختلاف

جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے سالانہ جلسہ پر جو تقریر فرمائی تھی - اور جس کا ایک حصہ گذشتہ پرچہ میں درج کیا جا چکا ہے - اس کا دوسرا حصہ حسب ذیل ہے - (ایڈیٹر)

مخالفان خلافت نے گو اندر ہی اندر جماعت میں فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کی - اور لوگوں کو اپنے ساتھ متفق کرنے کے لئے ہر ممکن تدبیر سے کام لیا - لیکن ان کا سحر اپنے اثر کے لحاظ سے صرف انہی لوگوں تک محدود رہا جو ان کی طرح بغاوت پسند تھے - یا ان پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باوجاہت صحابی ہونے کے لحاظ سے اس قدر حسن ظن رکھنے والے کہ اپنی ایمانی کمزوری کی وجہ سے مجبوراً ان کے پیچ میں آگئے - لیکن جماعت کے کثیر التعداد لوگ جو نسبت کے لحاظ سے قریباً دس کے مقابل ایک لاکھ ہونگے ان میں سے اگر بعض کسی وقت ان کے خیالات مضلانہ سے متاثر بھی ہو جاتے - تو حضرت خلیفہ اول (رض) کی تقریر اور ملاقات اور ان کے سحر باطل اور طلسم بے حقیقت کے بد اثر کو فوراً نابود کر دیتی - اور ان کا دل ان زہریلے توہمات اور وساوس سے دم بھر میں پاک و صاف ہو جاتا - اگر خدا نخواستہ حضرت خلیفۃ المسیح کی مساعی جمیلہ کی برکات جماعت احمدیہ کے شامل حال نہ ہوتیں - تو نہ معلوم مخالفان خلافت اپنے باغیانہ خیالات اور زہریلے وساوس اور پولوس رسول کی پالیسیوں سے جماعت کو تفرقہ اور تشتت سے کیسی آوارۂ بادیۂ ضلالت بنا دیتے -

غالباً ۱۹۱۰ء میں ایک مرتبہ لاہور میں حضرت خلیفہ اول کے دور خلافت میں جلسہ کیا گیا - جس میں مولوی محمد علی صاحب نے خواجہ صاحب کی نسبت پولوس کا لفظ استعمال کیا - اور پولوس اگرچہ عیسائیوں کے نزدیک مقدس رسول ہے - لیکن حضرت مسیح کو ملعون قرار دینے کے عقیدہ کے لحاظ سے ہمارے نزدیک حضرت مسیح کی ایجاد کردہ لعنت کا خود مورد ہے - اور مسیح جیسے پاک اور برگزیدہ کو ملعون بنانے کی تجویز دجالانہ تصورات کے سوا نہیں ہو سکتی - مولوی محمد علی صاحب معہ غیر مبایعین یہی کہتے ہیں - کہ اگر مرزا صاحب نبوت کے مدعی ہیں - تو اس سے ملعون ٹھہرتے ہیں ؛

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول (رض) کی مساعی جمیلہ جن سے جماعت نے بہت ہی بڑا فائدہ اٹھایا - میں اس قلیل وقت میں آپ کی مساعی جمیلہ کے سب پہلوؤں کو بالاستیعاب ذکر کرنے سے تو قاصر ہوں - البتہ مثال اور نمونہ کے طور پر کچھ عرض کر دیتا ہوں ؛

حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے اہل بیت کا ادب و احترام

(۱) دنیا میں ادب بہت بڑا قیمتی جوہر اور قابل قدر وصف ہے اور دین ایمان اور روحانیات کا مرکزی نقطہ ادب کے متعلق عارفوں کی سچی تمنا یہ ہے ؎

از خدا جوئیم توفیق ادب ؛ بے ادب محروم ماند از لطف رب

دنیا میں بغاوت سے اختلاف پیدا ہونا بھی ترک ادب کے باعث ہی ہوتا ہے - حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوجود بے نظیر شان عالمانہ اور بے مثل شان مومنانہ و عارفانہ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں جس خاکساری اور انکساری اور ادب و احترام کے ساتھ بیٹھا کرتے - وہ جاننے والوں سے مخفی نہیں - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یاد فرمانے پر جس تادب اور تعظیم اور تکریم کو دل میں لے کر جواب میں "حضور! حاضر ہوا" کا فقرہ زبان سے نکالتے - اس سے تمام حاضرین پر ایک عجیب حالت طاری ہوتی اور سب حاضرین آپ کے نمونہ سے ادب کا سبق سیکھتے - کہ اہل اللہ کی مجلس میں کس طرح ادب سے بیٹھنا چاہیئے - الحمد للہ کہ ان مجالس نبوت و رسالت کے منظر آداب کو مشاہدہ کرنے والوں سے خاکسار بھی ہے - سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان تو بہت ہی اعلیٰ و ارفع تھی - لیکن ہم نے آپ کی اولاد کا ادب و احترام بھی اس حد تک کرتے دیکھا - کہ آپ کے صاحبزادگان سے کوئی اگر حضرت خلیفہ اول کی مجلس میں آپ کے پاس تشریف لے گیا - تو باوجودیکہ وہ کمسن بچہ ہی کیوں نہ ہو - آپ دیکھتے ہی محبت اور ادب کا ایک خاص نمونہ دکھاتے - اور کبھی کبھی حضرت امام بخاری کا ذکر فرماتے کہ امام بخاری جب درس فرماتے - تو بعض دفعہ ایک چھوٹا سا لڑکا آپ کی طرف جب بھی آتا - آپ اس کے ادب اور تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے - اور حاضرین سے مخاطب ہو کر فرماتے - کہ یہ علم جس سے تم لوگ فائدہ اٹھاتے ہو - اسی بچہ کے والد بزرگوار کا فیض ہے " حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اس پاک نمونہ سے جماعت میں ایک ادب کی روح پھونک دیتے -

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے موقعہ پر جماعت کے سامنے حضرت خلیفہ اول (رض) نے جماعت کی وحدت اور اتحاد قائم رکھنے کے لئے کئی معزز اصحاب کا نام لیا - کہ ان میں سے کسی ایک کے ہاتھ پر جماعت کے سب لوگ جمع ہو جائیں - اور فرمایا - کہ میں تو امۃ الحفیظ (جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سب سے چھوٹی صاحبزادی اور اس وقت بہت کم سن بچی تھیں) کے ہاتھ پر بھی اس اتحاد کے لئے جو جماعت کیلئے ازبس ضروری ہے - بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں - آپ کا یہ فرمانا - اور سیدہ امۃ الحفیظ صاحبہ کا نام لینا محض اہل بیت کے ادب و احترام کے اظہار کی غرض سے تھا - تا احمدی اصحاب خاندان نبوت کے ادب و احترام کے مراتب سے آگاہ ہو سکیں - اور اہل بیت کے پاک تعلقات سے محروم رہنے سے محفوظ رہیں

جیسا کہ پیر منظور محمد صاحب نے رسالہ نشان فضل میں لکھا ہے کہ میں نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا - کہ میں نے جہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات و تحریرات کا مطالعہ کیا ہے - مجھے یہی معلوم ہوتا ہے - کہ مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق جو لڑکا ہے - وہ حضرت میاں محمود احمد ہیں - آپ نے فرمایا ہمیں پہلے سے ہی معلوم ہے - کہ مصلح موعود میاں صاحب ہیں اسی لئے ہم میاں صاحب کو خاص وضع اور ادب سے پیش آتے ہیں چنانچہ بہت سے احمدی احباب بھی جانتے ہیں - کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ جب بھی جب خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لاتے - تو آپ اپنی جگہ سے سرک کر اور ایک طرف ہو کر ان کو پاس بٹھا لیتے

پھر آپ خواجہ سلیمان تونسوی اور سید جلال بخاری کی مثال پیش کیا کرتے - اور حاضرین کو متوجہ کرتے - کہ خواجہ سلیمان تونسوی ۲۲ سال کے تھے - جب خلیفہ ہوئے - اور اس مثال سے صرف حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خلافت کی طرف اشارہ ہوتا - کہ آپ کا چھوٹی عمر میں خلیفہ ہونا محل اعتراض نہیں ہو سکتا -

یہ امر بھی جماعت کے اتحاد کے لئے ایک گونہ تربیت کا رنگ رکھتا تھا - اور یہ اس لئے کہ آپ جانتے تھے - کہ میرے بعد دوسری خلافت حسب پیشگوئی مسیح موعودؑ حضرت فضل عمر فائز ہونے والے ہیں - کاش غیر مبایعین حضرت خلیفہ اول (رض) جیسے بزرگ سے ہی خاندان نبوت کے ادب و احترام کا سبق سیکھتے - تو آج جماعت کے تفرقہ کی شقاوت سے من شذ شذ فی النار کا نتیجہ پیدا کرنے والی ہے - محفوظ رہتے

چشم پوشی اور عفو

آپ کی مساعی جمیلہ میں سے ایک آپ کی چشم پوشی اور آپ کا عفو تھا - غیر مبایعین کے لیڈروں - خلافت کے مخالفوں اور بغاوت پسندوں سے بارہا ایسی ایسی خطرناک حرکتیں سرزد ہوئیں - کہ جن کی سے وہ یقیناً اس قابل تھے - کہ انہیں جماعت سے نکال دیا جاتا - آپ نے بار بار حلم اور عفو اور چشم پوشی سے کام لیا - چنانچہ آپ کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق فاضلہ سے جماعت بے حد متاثر رہتی -

اور غیر مبایعین کے سرغنے بھی بار بار آپ کے حلم اور عفو کے باعث کافر ... سامنے آ کر پیش ہونے کی جرأت کرتے۔ اور ان محسن کشوں اور احسان ناشناسوں نے باوجود احسانات متواترہ مشاہدہ کرنے کے اپنی خاص کمیٹیوں اور خفیہ سازشوں کے بدترین مواقع پر جہاں بھی حضرت خلیفۃ اول رضؓ کی نسبت اپنی کھلی رائے کا موقعہ پایا۔ وہاں اپنی بدفطرتی کا نمونہ دکھایا۔ اور آپ کے متعلق نہایت ناپسندیدہ الفاظ استعمال کئے ایسے الفاظ ان کے بعض خاص ممبروں کے ہیں۔ جو ان کے خطوط میں پائے گئے۔ (دیکھو رسالہ آئینۂ صداقت مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا صفحہ ۱۶۴ اور صفحہ ۱۶۵) ان میں بعض الفاظ جو حضرت خلیفہ اول رضؓ کی نسبت استعمال کئے۔ وہ یہ ہیں۔ "تکبر اور نخوت کی کوئی حد ہوتی ہے۔ نیک ظنی نیک ظنی کی تعلیم دیتے دیتے بدظنی کی کوئی انتہاء نظر نہیں آتی"

ایک دوسرا لکھتا ہے:۔

"خلیفہ صاحب کا تلون طبع بہت بڑھ گیا ہے۔۔۔۔ ان کا منشاء یہ ہے۔ کہ انجمن کالعدم ہو جائے۔ اور ان کی رائے سے ادنےٰ تخالف نہ ہو" حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بعد یہ حالات ہیں۔ ان مریدانِ باصفا کے جن کے امیر اور لیڈر اس وقت مولوی محمد علی صاحب ہیں پھر آج کل انہوں نے مولوی محمد علی صاحب کی نسبت جو رائے ظاہر کی ہے۔ وہ یہ ہے۔ خانصاحب عجب خان صاحب لاہوری پارٹی کی مجلس معتمدین کے خاص ممبر ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:۔

"ہم ہمیشہ مولوی محمد علی صاحب کو ایک خشک منطقی آدمی سمجھتے رہے ہیں۔ جس کا روحانیت کے ساتھ ذرا تعلق نہیں۔ اور وہ مرزا صاحب مسیح موعودؑ کا صرف منطقی حصہ کا مصداق ہے۔ اور انجمن کو تو اس نے اپنے طمع مال و زر اور عدم قابلیت انتظام کی وجہ سے بالکل تباہ کر دیا ہے۔ اور اس سے نہایت قابل شرم امور سرزد ہوتے رہتے ہیں۔ میں نے پچھلے سال لکھ دیا تھا۔ کہ مولانا صاحب کو استعفیٰ دے دینا چاہیئے۔ یہ ضروری ہے۔ کہ جماعت کے انتظام سے وہ علیحدہ کیا جائے۔ اور انتظام اس سے لائق ہاتھوں میں دیا جائے۔"

دوسرے صاحب لکھتے ہیں:۔

"مجھے ہمیشہ سے اخوان لاہور سے۔۔۔۔ یہ شکایت ہے کہ یہ لوگ ارباب الہام سے متنفر اور ان کو بنک نظروں سے دیکھتے ہیں۔ یہ خشک منطقی اور فلسفی خیالات کے ڈھانچہ میں قرآن کریم کو ڈھال لینا بڑا کمال جانتے ہیں۔"

مولوی محمد علی کو اب تو معلوم ہو جانا چاہیئے۔ کہ خلیفۂ برحق کی مخالفت اور بے ادبی کرنے کا نتیجہ اور پھل کبھی بھی اچھا نہیں مل سکتا

ایمانی قوت اور زبردست شجاعت

حضرت خلیفۂ اول رضؓ کی مساعی جمیلہ کا ایک پہلو جو انسداد اختلافات اور اتحاد جماعت کے لئے مفید پایا گیا۔ وہ آپ کی علمی ایمانی اور روحانی قوت اور آپکی زبردست شجاعت اور جرأت کا نمونہ ہے۔ جو آپ نے ۳۱ جنوری ۱۹۰۹ء کے دن فاتحانہ شان اور پر عظمت شان میں ظاہر کیا۔ یہ دن سلسلۂ احمدیہ کے سلسلۂ تاریخ میں ایک اہم امر اور پر عظمت فیصلہ کا دن تھا۔ جس میں مخالفانِ خلافت اور باغیانِ سلسلۂ خلافت نے اپنی متفقہ رائے سے قائم شدہ خلیفۃ المسلمین اور بذریعہ بیعت تسلیم کردہ امیر المومنین کو منصب خلافت سے معزول کرنے کی غرض سے اپنے زہریلے خیالات سے متاثر لوگوں کے ہجوم سمیت ایک طرح کا دھاوا بولتے ہوئے قادیان دار خدا کے رسول کی تختگاہ اور جماعت کے واجب الاحترام اور مقدس مقام پر چڑھائی کی۔ خدا کے فضل سے خاکسار بھی اس عظیم الشان مجمع میں حاضر تھا جبکہ حضرت خلیفہ اول رضؓ ان لوگوں کی سرکوبی کے لئے کھڑے ہوئے اور آپ نے تقریر کی۔ وہ ایسی تقریر تھی۔ کہ سنگدل سے سنگدل بھی موم کی طرح نرم ہو کر اشکبار ہو رہا تھا۔ ہاں ان مخالفانِ خلافت پر بھی اتنا اثر ہوا۔ کہ انہوں نے حضرت خلیفۂ اول رضؓ کی روحانیت سے لبریز اور آپکی جلالت اور رعب سے مملو تقریر سے مرعوب ہو کر آپ کے ہاتھ پر دوبارہ بیعت کر لی۔ وہ دن گو فتنہ کے لحاظ سے فتنۂ عظیم کا دن تھا لیکن خلافت حقہ کی شاندار فتح کے لحاظ سے وہ سلسلہ کے پرشوکت تاریخی دنوں میں ایک بہت بڑا گرامی قدر دن تھا۔ جس میں حضرت خلیفۂ اول رضؓ کی مسعی باکمال اور پرشوکت و پرجلال نے باطل کو بہت بڑی ذلت کی سیاہ اور ماتمی شکست سے سرنگوں کیا۔ اور اس اختلاف کا جو جماعت کو انتشار اور تفرقہ سے پاش پاش کر دینے والا تھا۔ انسداد فرما کر خدا کے فضل سے جماعت کو اجتماعی حیثیت میں قائم رکھ کر منتشر ہونے سے بچا لیا۔

۱۹۰۹ء کے بعد جبکہ وہ فتنہ خلافت حقہ کے پرجلالت رعب سے بظاہر دب گیا تھا۔ باغیوں نے یہ معلوم کر کے کہ حضرت خلیفہ اول رضؓ کی طاقت کے سامنے پیش نہیں چلتی۔ یہ منصوبہ اور سازش شروع کی۔ کہ آئندہ کے لئے جماعت میں زہریلے وساوس سے ہم خیال لوگ طیار کر کے خلافت کا ہمیشہ کے لئے سدباب کر دیا جائے۔ تا آئندہ کوئی خلیفہ نہ ہونے پائے اور اگر کوئی ہو بھی تو انجمن کے ماتحت اس کی مرضی اور منشاء کے مطابق چلنے والا ہو۔ نہ یہ کہ انجمن کا مطاع ہو۔ چنانچہ ان لوگوں نے اپنی منافقانہ بزدلی سے ایک طرف تو بظاہر حضرت خلیفۃ اول رضؓ کو مطاع مطاع اور کبھی خلیفۃ المسیح کے لقب سے لکھنا جاری رکھا مگر اندر ہی اندر خفیہ سازشوں سے اس طرح کی ریشہ دوانیاں شروع کر دیں کہ ۱۹۱۳ء میں دو ٹریکٹ یکے بعد دیگرے اظہار حق کے نام سے گمنام طریق پر شائع کر ڈالے جن پر نہ تاریخ نہ ہی لکھنے والے کا نام نہ ہی پریس کا نام لکھا۔ اور انتہا درجہ کی بزدلی اور منافقت کے نہ صرف خدا کے ہی مجرم قرار پائے۔ بلکہ پریس کا نام نہ لکھنے سے قانون حکومت کے خلاف گورنمنٹ کے جرم کے بھی مرتکب ہوئے۔

اور اظہار حق رسالوں میں کیا لکھا۔ وہی طعنہ و تشنیع کی باتیں، جو محض جھوٹے الزامات ہیں۔ اور ان ٹریکٹوں کی اصل غرض جماعت میں پھوٹ ڈالنا۔ اور بغاوت کی ناپاک روح کا پیدا کرنا تھی۔ ان ٹریکٹوں کے بعد بابو منظور الٰہی اور سید انعام اللہ کی چٹھی جو پیغام صلح میں شائع کی گئی۔ اور انصار اللہ کے نام تھی۔ اس میں ان دونوں ٹریکٹوں کے ساتھ اتفاق ظاہر کیا گیا۔ جس پر حضرت خلیفۂ اول رضؓ نے فرمایا "ہزار ملامت پیغام (اخبار پیغام صلح) پر جس نے اپنی چٹھی کو شائع کر کے ہمیں پیغام جنگ دیا۔ اور نفاق کا بھانڈا پھوڑ دیا اس لئے ہمیں اس ٹریکٹ کا جواب دینا پڑا۔" چنانچہ آپ کے حکم کے ماتحت دو ٹریکٹ جواب میں انصار اللہ کی طرف سے شائع کئے گئے۔ اور خدا کے فضل سے بغاوت کی وہ آگ جس کے بھڑکانے کے لئے انہوں نے کئی انبار ایندھن کے مہیا کئے تھے۔ وہ اس الٰہی نصرت سے لبریز آبشار سے فوراً سرد اور بشکل خاکستر کر دی گئی۔

حضرت خلیفۂ اول رضؓ کے خطبات اور تقریریں

علاوہ درس قرآن کریم و کتب احادیث کے حضرت خلیفۂ اول رضؓ کے خطبات اور تقاریر سے بھی جو فائدہ جماعت کو پہنچا۔ اور جماعت کے اتحاد اور انسداد اختلافات کے لئے جو کچھ آپ کی مساعی جمیلہ سے سلسلہ احمدیہ کو نفع حاصل ہوا ہے۔ وہ ایک لمبا سلسلۂ فیضان ہے۔ جس کے لئے ہمیشہ ہی قدردان روحیں شکرگذاری کے ساتھ آپ کے حق میں دعاگو اور ثناخواں رہیں گی۔ خصوصاً اس لحاظ سے کہ آپ نے اپنے دورِ خلافت میں وہ خاص مسائل سلسلہ جن سے آج غیر مبایعین بعد تسلیم کے اختلاف کرتے ہیں۔ مختلف مجالس اور مختلف مواقع پر اپنی گوہربار اور فیصلہ کن تقریروں سے جماعت کے قلوب میں راسخ کر دیئے جیسا کہ مسئلہ نبوت مسیح موعود علیہ السلام اور مسئلہ بشارت احمد رسول کا مصداق حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ وغیرہ وغیرہ بطور نمونہ اور مثال آپ کے ارشادات ذیل ملاحظہ ہوں۔ "اگر خدا کا کلام سچ ہے۔ تو مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی۔" (اخبار بدر ۱۱ جولائی ۱۹۱۳ء)

مخالفوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔ "اگر مرزا صاحب کو خدا کا مامور اور مرسل ماننے سے تم ہم کو کافر بناتے ہو۔ تو تم خود سوچ لو۔ کہ ایک مامور اور مرسل کے انکار سے تم کیا بن سکتے ہو۔ کفر تو نہ ماننے کا نام ہے۔ ماننے والے تو مومن ہی کہلاتے ہیں" (اخبار الحکم مورخہ ۲۱ و ۲۸ جولائی ۱۹۱۲ء) احمدیہ بلڈنگس لاہور میں کھڑے ہو کر آپ نے اپنی تقریر میں فرمایا:۔ "دوسرا مسئلہ جس پر اختلاف ہوتا ہے وہ اکفار کا مسئلہ ہے۔ اپنے مخالفوں کو کیا سمجھنا چاہیئے۔ اس مسئلہ کے متعلق تم آپس میں جھگڑتے ہو۔ ہمارے بادشاہ ہمارے آقا مرزا صاحب نے اسکو خوب کھول کر بیان کر دیا ہے۔ مگر تم پھر جھگڑتے ہو۔۔۔ پہلے نبی آتے رہے انکے وقت میں دو ہی قومیں تھیں۔ ماننے والے اور نہ ماننے والے کیا ان کے متعلق کوئی شبہ تمہیں پیدا ہوا۔ اور کوئی سوال اٹھا۔ کہ نہ ماننے والوں کو کیا کہیں۔ کہ اب تم کہتے ہو کہ مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو ہم کیا کہیں۔"

غرض کفر و ایمان کے اصول تم کو بتلا دیئے گئے ہیں۔ حضرت صاحب خدا کے مرسل ہیں اگر وہ نبی کا لفظ اپنی نسبت نہ بولتے تو بخاری (مسلم) کی حدیث کو نعوذ باللہ غلط قرار دیتے۔ جس میں آنے والے کا نام نبی اللہ رکھا ہے۔ پس وہ نبی کا لفظ بولنے پر مجبور ہیں۔ اب ان کے ماننے اور انکار کا مسئلہ صاف ہے۔"

(اخبار بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء)

پھر آپ اپنے خط میں جو کسی غیر احمدی کو لکھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں چھپ چکا ہے تحریر فرماتے ہیں۔

"آپ خیال فرمالیں۔ کہ موسیٰ علیہ السلام کے مسیح کا منکر جس فتوے کا مستحق ہے۔ اس سے بڑھ کر خاتم الانبیاء کے مسیح کا منکر ہے"

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی ایک تحریر ڈاکٹر نور محمد صاحب لاہوری نے شائع کی۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔ "میں مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کی پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق مانتا ہوں۔ کہ یہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہی متعلق ہے اور وہی احمد رسول ہیں۔"

انجمن کے بعض ممبروں کا جن میں سے چوٹی کے ممبر خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب تھے۔ ان کے بوجہ مجوبانہ خیالات اور خود بینی اور اسباب پرستی کے یہ خیال دل میں جما ہوا تھا۔ کہ خلیفۃ المسیح کو خلیفہ انجمن نے بنایا ہے۔ اور اس بناء پر وہ خلیفہ کو اپنا مرہون منت قرار دے کر یہ مطالبہ رکھتے تھے۔ اور یہی چاہتے تھے۔ کہ خلیفہ کو انجمن کے ماتحت رہ کر اس کی منشاء کے مطابق ماتحتوں کی طرح کام کرنا چاہیئے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے اپنے متعلق بار بار ان کی یہ زہریلی اور سلسلہ میں رخنہ انداز باتیں سن کر تردید کی۔ اور ایک دفعہ آپ نے ایک تقریر فرمائی جس میں فرمایا۔ "میں خلیفۃ المسیح ہوں اور خدا نے مجھے بنایا ہے۔ ... خدا تعالیٰ نے مجھے یہ ردا پہنادی ہے .... اس نے آپ نہ تم میں سے کسی نے مجھے خلافت کا کرتہ پہنایا ... معزول کرنا اب تمہارے اختیار میں نہیں ایک وہ خلیفہ ہوتے ہیں جو لیستخلفنہم فی الارض میں موعود ہے .... تم معزول کرنے کی طاقت نہیں رکھتے میں تم میں سے کسی کا بھی شکر گذار نہیں ہوں جھوٹا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ ہم نے خلیفہ بنایا ہے مجھے یہ لفظ بھی دکھ دیتا ہے جو کسی نے کہا کہ پارلیمنٹوں کا زمانہ ہے ... میں کہتا ہوں وہ بھی توبہ کرے جو اس سلسلہ کو پارلیمنٹ اور دستوری سمجھتا ہے۔ ... میں پھر کہتا ہوں کہ وہ اب بھی توبہ کرلیں .... اور حضرت مسیح موعود اور مہدی بھی آچکے جن کا خدا نے اپنے فضل سے مجھ کو خلیفہ بنایا۔" (منقول از رسالہ القول الفصل صفحہ ۹)

یہ امور بیان کردہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی مساعی جمیلہ کے بعض پہلو ہیں جو بطور نمونہ پیش کئے گئے ہیں۔ اور رقابت وقت مانع نہ ہوتی تو آپ کی مساعی جمیلہ کے ابھی اور ابھی بکثرت پہلو باقی تھے۔ آپ کی مساعی جمیلہ کے باعث ہی جماعت احمدیہ دور خلافت اولیٰ میں بفضلہ تعالیٰ منتشر ہونے سے محفوظ رہی۔ ؎

فہرست نو مبایعین ۱۹۳۳ء

نمبر	نام	مقام
۱۴۱۷	محفوظ علی خانصاحب	ریاست پٹیالہ
۱۴۱۸	ہاجرہ بیگم اہلیہ عنایت خانصاحب	″
۱۴۱۹	محمد عبد اللہ صاحب نمبردار	ضلع ہانگ
۱۴۲۰	رحمت خان صاحب	″ ″
۱۴۲۱	محمد صادق صاحب	″ ″
۱۴۲۲	فتح دین صاحب	″ ″
۱۴۲۳	محمد شفیع صاحب	امرت سر
۱۴۲۴	عبد الرحیم صاحب	فیروز پور شہر
۱۴۲۵	محمد ابراہیم صاحب	اڑیسہ
۱۴۲۶	خدیجہ بی بی زوجہ محمد ابراہیم صاحب	اڑیسہ
۱۴۲۷	حوا بی بی بنت ″ ″	″
۱۴۲۸	غلام مصطفےٰ صاحب	″
۱۴۲۹	رمضان علی صاحب	ضلع سیالکوٹ
۱۴۳۰	میاں عبد اللہ صاحب	ضلع لاہور
۱۴۳۱	بڈھا صاحب	″ ″
۱۴۳۲	سراج دین صاحب	″ ″
۱۴۳۳	نواب صاحب	″ ″
۱۴۳۴	محمد عبد الحفیظ صاحب	ضلع ہوشیارپور
۱۴۳۵	آمنہ خاتون صاحبہ	″
۱۴۳۶	رحمۃ بی بی زوجہ چودہری غلام محمد صاحب	ضلع گوجرانوالہ
۱۴۳۷	محمد بی بی ″ سردار خانصاحب	″ ″
۱۴۳۸	عنایت اللہ صاحب پسر ″ ″	″ ″
۱۴۳۹	حاکم بی بی زوجہ ″ احمد خانصاحب	″ ″
۱۴۴۰	آمنہ بی بی بنت ″ ″	″ ″
۱۴۴۱	سلطان علی صاحب جمعدار	ضلع ہوشیارپور
۱۴۴۲	ہاشم علی صاحب	جالندھر شہر
۱۴۴۳	آدم خان صاحب	ضلع سرگودھا
۱۴۴۴	جان محمد صاحب	″ سیالکوٹ
۱۴۴۵	شہاب الدین صاحب	″ لاہور
۱۴۴۶	محمد شمس الدین صاحب	کلکتہ
۱۴۴۷	ماسٹر شیر علی خان صاحب	ضلع گجرات
۱۴۴۸	نور الدین صاحب	ریاست بہاولپور
۱۴۴۹	اللہ بخش صاحب	ضلع سیالکوٹ
۱۴۵۰	داؤن ہدایت خانصاحب	جیادا
۱۴۵۱	بھیدا صاحب	ضلع آگرہ
۱۴۵۲	عنایت صاحب	قادیان ضلع گورداسپور
۱۴۵۳	حافظ موسیٰ صاحب	علاقہ سندھ
۱۴۵۴	بہادر محمد صاحب	″ ″
۱۴۵۵	صابر علی صاحب	رہتک
۱۴۵۶	محمد حسین صاحب	لاہور
۱۴۵۷	عبد الرحمٰن صاحب	″
۱۴۵۸	میاں اللہ دتا صاحب	قادیان
۱۴۵۹	مرزا عبد الغنی صاحب	″
۱۴۶۰	پیر محمد صاحب	ضلع گجرات
۱۴۶۱	احمد الدین صاحب	″ نینی تال
۱۴۶۲	عبد الوحید صاحب	″ میمن سنگھ
۱۴۶۳	حاکم خان صاحب	″ جالندھر
۱۴۶۴	اہلیہ صاحبہ حاکم خان صاحب	″ ″
۱۴۶۵	بشیر احمد پسر ″ ″	″ ″
۱۴۶۶	محمد فیروز صاحب	لاہور
۱۴۶۷	احمد الدین صاحب	ضلع گوجرانوالہ
۱۴۶۸	چراغ بی بی صاحبہ	″ ہوشیارپور
۱۴۶۹	عبید اللہ صاحب	″ مین پور
۱۴۷۰	عمر الدین صاحب	امرت سر
۱۴۷۱	مرزا خلیل بیگ صاحب	قصور
۱۴۷۲	مرزا اسلیمان بیگ صاحب	″
۱۴۷۳	مرزا عباس بیگ صاحب	″
۱۴۷۴	سوہنا صاحب	ضلع لاہور
۱۴۷۵	نظام الدین صاحب	″
۱۴۷۶	فضل الٰہی صاحب	″ گجرات
۱۴۷۷	جان بی بی صاحبہ	ریاست پٹیالہ
۱۴۷۸	شہزادی صاحبہ	″ ″
۱۴۷۹	موسیٰ خان صاحب	ضلع ڈیرہ غازیخان
۱۴۸۰	اللہ دتا صاحب	″ گجرات
۱۴۸۱	محمد طاہر صاحب	″ کولمبو
۱۴۸۲	محی الدین صاحب	″
۱۴۸۳	محمد عبد الجبار صاحب	حیدرآباد دکن
۱۴۸۴	محمد عبد اللطیف صاحب	سکندرآباد دکن
۱۴۸۵	نظیر النساء صاحبہ	ضلع لائل پور
۱۴۸۶	پی۔ محمد کٹی	مالابار
۱۴۸۷	شہاب الدین صاحب	مالابار
۱۴۸۸	جمال الدین صاحب	″
۱۴۸۹	دولت بی بی صاحبہ	اڑیسہ
۱۴۹۰	ظہیر الدین صاحب	″
۱۴۹۱	محمد عابد صاحب	″
۱۴۹۲	دلاور حسین صاحب	″

دوستوں کو اطلاع

نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت نے جلسہ سالانہ سے پہلے بھی اطلاع دی تھی۔ کہ ہم نے یکم فروری ۱۹۳۴ء تک اپنے دواخانہ کی اشتہاری ادویات میں خاص رعایت کردی ہے۔ لہذا اب دوبارہ آگاہی کیواسطے لکھا جاتا ہے تاکہ ہر ایک دوست فائدہ اٹھائیں۔ اور ساتھ ہی حضرت مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کی شہادت درجہ جوب عنبری اور حب اٹھرا کے متعلق اور باقی ہماری دوکان کی ادویات کے متعلق آپ کی رائے قابل غور ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ میں گزشتہ سال ایک خطرناک بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ جس کی وجہ سے میرا بدن اس قدر دبلا ہو گیا۔ کہ گوشت کے لحاظ سے بلا مبالغہ نصف رہ گیا۔ یہاں تک کہ اصل بیماری زائل ہونے کے بعد بھی بدن میں کوئی معتدبہ ترقی نہ ہوئی۔ اسمیں کچھ میری عمر کا بھی دخل تھا۔ اس کے لئے کئی دوائیں بھی استعمال کیں۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اور اس پر ایک سال کا عرصہ گذر گیا۔ اخیر میں حکیم نظام جان صاحب نے مجھے حبوب عنبری کی ایک شیشی دی۔ اس کے استعمال سے مجھے نمایاں فائدہ ہوا یہاں تک کہ اب میرا بدن بیماری سے پہلی حالت سے بھی بہتر ہو گیا ہے۔ اور یہ غیر معمولی فائدہ میرے لئے محرک ہوا۔ کہ میں ان حبوب کی تعریف میں کچھ لکھ دوں۔ تاکہ اور حاجتمند بھی اس سے فائدہ اٹھائیں۔ حکیم نظام جان صاحب کی اشتہاری دواؤں کی نسبت ایک خاص بات معلوم کرکے مجھے بہت خوشی ہوئی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جو اشتہاری دوا رائج ہو جاتی ہے۔ اور اسکے اجزاء قیمتی ہوں تو عموماً ان کے بنانے میں بے احتیاطی برتی جاتی اور قیمتی اجزاء کے قلیل القیمت بدل ڈالنے شروع کر دیتے ہیں۔ مثلاً کستوری کی جگہ تیزپات کے پتے جو کوڑیوں بکتے ہیں۔ اور موتیوں کی جگہ سیپ جو سستی چیز ہے ڈالدیتے ہیں اور گو حکماء نے کیفیت کے لحاظ سے ان کو ان کا بدل لکھا ہے۔ مگر ان قیمتی دواؤں کا جو بالخاصیت اثر ہوتا ہے۔ وہ ان بدلوں میں ہرگز نہیں ہوتا۔ اور وہ سارا نسخہ بیکار ہو جاتا ہے لیکن میں نے دیکھا کہ حضرت مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب نے حب اٹھرا میں جو قیمتی اجزاء رکھے ہیں۔ حکیم نظام جان صاحب کی دوکان پر وہی قیمتی اجزاء اب بھی اسمیں ڈالی جاتی ہیں۔ جس سے مجھے یقین ہے کہ دوسرے نسخوں میں بھی یہ ضرور احتیاط سے کام لیتے ہیں۔ اور آج کل اشتہاری اطباء میں یہ وصف بہت ہی کم پائی جاتی ہے جو انہیں ہے میں اس پر نظام جان صاحب حکیم کو مبارکباد دیتا ہوں ۲۲ محمد سرور شاہ۔ المشتہر: نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان۔

قلیل سرمایہ سے کثیر منافعہ دینے والی

تجارت

اس وقت صرف ہماری منتخب کردہ مقبول عام کٹ پیس گانٹھوں کی ہے۔ جن میں مختلف اقسام کا سوتی سلکی۔ ریشمی پارچہ ہوتا ہے۔ جن کی تجارت سے جوان۔ بوڑھے۔ پردہ نشین مستورات تک فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ نمونہ کی چھوٹی گانٹھیں پچاس روپیہ۔ یکصد یا دوصد کی تجارتی گانٹھیں چوتھائی رقم بھیجکر جلد منگوائیے۔ احمدی احباب سے پانچ فی صدی کم لیا جاوے گا۔

لیس رفیق بھائی تھوک فروشان کٹ پیس جنیکب سرکل بمبئی

ہومیوپیتھک بہترین طریقہ علاج ہے

ہومیوپیتھک ادویات بمقابلہ دیگر ادویات کے بے حد مجرب زوداثر کم قیمت ہیں۔ سخت سے سخت امراض میں فائدہ کرتی ہیں۔ مایوس العلاج مریض بفضل خدا اچھے ہوتے ہیں۔ ضرورت مند توجہ کریں۔ ہر مرض کی مجرب دوا موجود ہے۔ شافی خدا ہے۔

ڈاکٹر ایم۔ ایچ احمدی۔ ہومیوپیتھ۔ چتوڑ گڈھ۔ میواڑ

سالہا سال کی مجربہ محققہ چند ادویات

تیل عنبری

بغیر کسی قسم کی سوزش تکلیف کے کمر ورا اور سست پٹھوں کا بیرونی شرطیہ علاج ہے۔ قیمت صرف دو روپیہ

قبض کشاء

قیمت فی شیشی ۹ گولی ۸ آنہ

صرف ایک گولی کھانے سے بغیر کسی قسم کی تکلیف اور بدمزگی کے قبض رفع ہو کر طبیعت خوش و خرم ہو جاتی ہے

طاقت کی گولی (رجسٹرڈ)

تعریف نام سے ہی ظاہر ہے دماغی۔ ذہنی اور اعصابی کمزوریوں کو دور کرکے صاحب اولاد بنا دیتی ہے رعائتی قیمت فی شیشی خوراک ایک ماہ صرف اڑھائی روپیہ ۲۸ عہ

سرمہ نور (رجسٹرڈ)

قادیان کا قدیمی مشہور عالم بے نظیر تحفہ — سرموں کا سرتاج

جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے قیمت فی تولہ دو روپے عہ

تریاق معدہ (رجسٹرڈ)

سخت سے سخت غذا منٹوں میں ہضم بدہضمی۔ قراقر باؤ گولہ۔ درد۔ کھٹے ڈکار اپھارہ۔ ریاح۔ سینہ کی جلن کمی بھوک۔ قبض وغیرہ وغیرہ کیلئے شرطیہ اکسیر ہے قیمت فی شیشی بارہ آنہ

افروز (رجسٹرڈ)

قیمت فی شیشی ۸ آنہ — پرچہ ہمراہ

طبی دنیا میں نئی ایجاد عمل جراحی کی حیرت انگیز دوائی مغلاقی گانٹھوں والا پھوڑا۔ بغیر آپریشن کے چند دنوں شرطیہ نابود۔ داد۔ چنبل۔ خارش کیلئے تریاق ہے

موتی منجن

قیمت فی شیشی ۳ آنہ

کیڑوں کا قاتل۔ گوشت خورہ کیلئے تریاق۔ درد کیلئے اکسیر۔ دانتوں کو موتی کیطرح سفید چمکدار بنانے کے علاوہ کل امراض دندان کیلئے شرطیہ مفید ہے۔

ملنے کا پتہ: شفاخانہ رفیق حیات قادیان پنجاب

گکرے! گکرے!! گکرے!!!

آنکھوں کیلئے کیا ہی تباہ کن مرض ہے۔ اس سے آنکھوں میں کھجلی کی تکلیف رہتی ہے۔ روشنی میں آنکھیں بخوبی کھل نہیں سکتیں۔ نظر آہستہ آہستہ مفقود ہوتی جاتی ہے۔ غرضیکہ اس مرض سے مریض سخت تکلیف میں ہوتا ہے یہ مرض اگر ایک دفعہ جڑ پکڑ جائے۔ تو ہٹنے کا نام نہیں لیتا۔ اور اکثر اوقات اپریشن تک نوبت آجاتی ہے پس اس مرض کا جہاں تک ہو سکے بہت جلدی علاج کرانا چاہیئے۔ سب سے بڑھ کر اس مرض کیلئے علاج سرمہ نورانی ہے۔ گکرے نئے ہوں یا پرانے۔ سرمہ نورانی کے استعمال سے بہت جلدی دور ہو جاتے ہیں اگر فائدہ نہ ہو۔ تو حلفیہ تحریر آنے پر قیمت واپس کردی جائیگی۔ ضرور آزمائش کیجئے۔ اور اس بیش بہا تحفہ سے فائدہ اٹھایئے سرمہ نورانی کا روزانہ استعمال نظر کو تیز کرتا ہے۔ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے قیمت فی تولہ عہ۔ علاوہ پیکنگ و محصولڈاک ۱؎ کے ٹکٹ بھیجکر نمونہ مفت طلب فرمایئے۔

دلکشا منجن

دانتوں اور مسوڑوں کی جملہ امراض کے لئے واحد منجن ہے۔ اس سے پائیوریا جیسا موذی مرض بھی جڑ سے اکھڑ جاتا ہے لیکن استقلال کے ساتھ استعمال کرنا شرط ہے۔ قیمت فی تولہ ۱؎

دلکشا ہیئر آئل

بالوں کیلئے از بس بہترین تیل ثابت ہو چکا ہے۔ قیمت فی شیشی ۴ اونس ایک روپیہ ۹ اونس کی شیشی ۱۲؎ علاوہ پیکنگ و محصولڈاک۔ ۴ اونس والی دو شیشیاں ایک ہی شیشی جتنے محصولڈاک میں جا سکتی ہیں۔ اس کا ضرور لحاظ رکھا کریں۔

کناری روس

عورتوں اور مردوں کی مخصوص بیماریوں کے لئے لاثانی دوا ہے قیمت فی شیشی عہ۔ تین شیشیاں للعہ۔ تفصیل کیلئے کارخانہ کی مکمل فہرست ایک کارڈ لکھکر مفت طلب فرماویں۔ نوٹ:۔ آرڈر دیتے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔

دلکشا پرفیومری کمپنی۔ قادیان۔ پنجاب۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

جرمنی کی نازی پارٹی اور قیصر پارٹی کے درمیان جو قیصر کو واپس لانا چاہتی ہے۔ برلن سے ۲۷ جنوری کی خبر کے مطابق کشید گی انتہائی حد تک پہنچ چکی ہے۔ ابھی تک شہنشاہیت پسند پارٹی کو شکست ہو رہی ہے۔ اخبارات بھی گورنمنٹ کے زیر اثر ہیں۔ اور شہنشاہیت کے خلاف پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔

چٹاگانگ کی ۲۸ جنوری کی اطلاع کے مطابق وہاں کے تقریباً تین سو باشندوں کو جو سب کے سب ہندو ہیں۔ حکم دیا گیا ہے کہ وہ غیر معین عرصہ کے لئے اپنے اپنے گھر کی چار دیواری سے باہر نہ نکلیں۔

ہندوستانی روئی کے متعلق ۲۸ جنوری کی خبر مظہر ہے۔ کہ انڈین کاٹن تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انگلستان میں صرف ہندوستان کی روئی خریدنے کی جو تحریک شروع کی گئی ہے۔ وہ کامیاب ہو رہی ہے۔ لنکا شائر کے کارخانہ دار کافی مقدار میں خرید رہے ہیں۔

چین کے تازہ سیلاب کے متعلق شنگھائی کی ۲۸ جنوری کی اطلاع ہے۔ کہ تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ صرف دو صوبوں میں ۱۵ ہزار آدمی سیلاب کی نذر ہو گئے ہیں۔ ہزاروں مکان بہہ گئے ہیں۔ نقصان کا اندازہ کئی لاکھ روپیہ لگایا جا رہا ہے۔ سردی سے بھی بہت سے آدمی مر گئے ہیں۔

یوگوسلاویا کی گورنمنٹ کے متعلق بلگریڈ کی ۲۷ جنوری کی اطلاع ہے۔ کہ فنانشل معاملات پر اختلاف رائے پیدا ہو جانے کی وجہ سے وزارت مستعفی ہو گئی ہے۔

لیکھوتی صاحبہ ممبر پنجاب کونسل نے کونسل کے آئندہ اجلاس میں پیش ہونے کے لئے اس ریزولیوشن کا نوٹس دیا ہے۔ کہ پنجاب کی مستورات اور ڈسٹرکٹ بورڈوں کے انتخاب کے معاملہ میں جو جنسی قیود عائد ہیں۔ ان کو دور کیا جائے۔ تاکہ تمام مستورات استحقاق رائے دہندگی سے مستفید ہو سکیں۔ نیز موزوں عورتوں کو آنریری مجسٹریٹ اسیسر اور نوٹری پبلک بنایا جائے۔

فرانسیسی گورنمنٹ کے متعلق پیرس کی ۲۷ جنوری کی اطلاع ہے۔ کہ آج صبح تمام وزراء نے اپنے استعفے پریذیڈنٹ کے حوالے کر دئے۔ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ سٹاوسکی کمپنی کی دھوکہ بازیوں کے متعلق سنسنی خیز انکشافات اور ایم سٹاوسکی کی خودکشی کے سلسلہ میں مطالبہ کیا گیا تھا۔ کہ گورنمنٹ یا تو مستعفی ہو جائے۔ یا اس معاملہ کی تحقیقات کے لئے ایک پارلیمنٹری کمیٹی مقرر کرے۔ موجودہ وزارت کے کئی ایک ممبران کا بھی سٹاوسکی کمپنی کے ساتھ تعلق تھا۔ اس لئے انہوں نے تحقیقاتی کمیٹی کا مطالبہ منظور کرنے کی بجائے استعفےٰ دیدیا۔

برلن سے ۲۵ جنوری کو اعلان کیا گیا ہے۔ کہ جرمنی اور پولینڈ کے درمیان ایک معاہدہ کولاگ پیکٹ کی بنا پر طے ہوا ہے جس کے رو سے وہ ۱۰ سال تک ایک دوسرے کے خلاف ہتھیار استعمال نہیں کریں گے۔

وائسرائے کے "ارتھ کوئیک فنڈ" میں ۲۷ جنوری تک ۴ لاکھ ۶۵ ہزار روپے ۲۰۰،۷ پونڈ اور ایک سوڈالر جمع ہو چکے ہیں۔ کل رقم پانچ لاکھ کے قریب ہوتی ہے

پرتاپ لاہور کے ہندی ایڈیشن روزانہ "پربھات" کو جاری ہوئے ابھی تین ہفتے نہیں ہوئے تھے۔ کہ اس کے ایڈیٹر چھبیل بہاری کنگ کو جو یو۔ پی کے ایک کانگرس مین ہیں۔ ۲۷ جنوری پنجاب گورنمنٹ کے چیف سکرٹری کی طرف سے ایک نوٹس موصول ہوا۔ کہ ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر پنجاب کی حدود سے باہر نکل جائیں۔ اور پھر بغیر اجازت اس صوبہ میں داخل نہ ہوں۔ اس حکم پر تا حکم ثانی عملدرآمد ہوگا۔

مسٹر میکڈانلڈ آئی۔ سی۔ ایس نے جنہیں لائل پور کے میونسپل معاملات کی تحقیقات کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ اپنی رپورٹ بھیج دی ہے جس میں لکھا ہے کہ دفتر میں بہت بے قاعدگیاں اور بدانتظامیاں ہیں۔ ہندو ممبروں پر طرفداری کا الزام لگایا گیا ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ پریذیڈنٹ کمیٹی کے قواعد و ضوابط سے واقف نہیں۔ کمیٹی کو یا معطل کیا جائے۔ یا اسے اول درجہ کی کمیٹی بنا دیا جائے۔ اور اگزکٹو افسر مقرر کیا جائے۔

سرگودہا میں ایک آٹھ سالہ ہندو لڑکے کی شادی ایک سات سالہ لڑکی کے ساتھ ہوئی۔ چنانچہ پانچ اشخاص کے خلاف سٹی مجسٹریٹ کی عدالت میں شاردا ایکٹ کے ماتحت مقدمہ دائر کر دیا گیا ہے۔ ان میں شادی کرانے والے برہمن اور لڑکی اور لڑکے کے باپ شامل ہیں۔

پنجاب گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ تمام میڈیکل افسران جو پنجاب کے سول ہسپتالوں کے انسپکٹر جنرل کے ماتحت ہیں۔ خواہ وہ گورنمنٹ کی ملازمت میں ہوں یا لوکل باڈیز کی ملازمت میں۔ گورنمنٹ یا کسی لوکل باڈی کے ہسپتال یا ڈسپنسری میں جو فیس چارج کریں۔ اس کی رسید دیں۔ اور ایسی فیسوں کے اندراج کے لئے رجسٹریشن رسیدوں میں تاریخ۔ مریض کا نام۔ فیس کی رقم وغیرہ درج ہونی چاہیئے یہ ہدایات بھی جاری کر دی گئی ہیں۔ کہ مریضوں کے معائنہ کے لئے ڈاکٹر جو فیس لیں۔ اس کی بھی رسید دیں۔ خواہ وہ فیس ہسپتال یا ڈسپنسری کے باہر لی جائے۔

ٹھاکر وجے پال سنگھ ڈپٹی کلکٹر پرتاپ گڑھ نے ریوالور سے خودکشی کر لی۔ کچھ عرصہ سے آپ کی صحت خراب تھی۔ آپ نے شیکسپیر کے کئی ڈراموں کا سنسکرت میں ترجمہ کیا تھا۔

بغداد سے ۲۶ جنوری کی خبر ہے۔ کہ سابق شاہ فیصل کے لڑکے کا یعنی عراق کے شاہ غازی کی شادی سابق شاہ علی کی ۲۲ سالہ لڑکی شہزادی عالیہ سے ہو گئی ہے۔ شہر بصرہ کی طرف سے شاہی جوڑے کو چاندی کا ایک درخت جس پر سونے کی کھجوریں لگی ہوئی تھیں۔ پیش کیا گیا۔

مسٹر دیوداس گاندھی ۲۷ جنوری کو دہلی پہنچ گئے ہیں معلوم ہوا ہے کہ آپ ہندوستان ٹائمز کے ڈائرکٹر مقرر ہو گئے ہیں۔ اور بورڈ آف ڈائرکٹر کے سیکرٹری کی حیثیت میں کام کریں گے۔

مشرقی انگلینڈ میں زلزلہ اور آندھی کی وجہ سے سخت نقصان جان و مال ہوا۔ زمین پھٹ گئی ہے۔ اور مکان منہدم ہو گئے ہیں (زمیندار ۲۸ جنوری)

ای۔ اے۔ سی کی اسامیوں کے لئے جو امتحان مقابلہ حکومت پنجاب کی طرف سے ہوا۔ اس میں ایک مسلمان دو ہندو اور ایک سکھ پاس ہوا۔ امید کی جاتی ہے کہ باقی چار اسامیاں بذریعہ نامزدگی پر کی جائیں گی۔

ناگپور سے ۲۹ جنوری کی خبر مظہر ہے کہ اگرچہ پلیگ کی وبا کو یہاں فروغ نہیں ہوا۔ لیکن پھر بھی جو ہے بہ تعداد کثیر مر رہے ہیں۔

مظفر نگر سے ۲۹ جنوری کی خبر ہے کہ گذشتہ آدھی رات سے موسلا دھار بارش ہو رہی ہے۔ ہزارہا انسان کھلی ہوا اور بارش میں سڑک کے کنارے پڑے ہوئے ہیں۔ اور ابھی تک بارش تھمنے کے کوئی آثار نہیں۔ پٹنہ میں بھی بارش ہو رہی ہے۔ سردی سے بچنے کے لئے مجبوراً لوگ اپنے ٹوٹے پھوٹے مکانات میں پناہ گزین ہو گئے ہیں۔

سہارنپور سے ۲۹ جنوری کی خبر ہے۔ کہ ایک انجن کو ڈرائیور کسی ٹرین کے لئے بالکل تیار کر کے شیڈ میں چھوڑ کر باہر چلا گیا۔ کسی نے انجن کا پورا سٹیم کھول دیا۔ اور خود نیچے سے کود گیا۔ انجن پوری رفتار سے چل پڑا۔ اور سامنے کی مال گاڑی کے ڈبوں سے ٹکراتا ہوا بڑھتا گیا۔ آخر لائن سے اتر گیا۔ ریلوے یارڈ میں کافی نقصان ہوا۔

مالدہ شمالی بنگال میں ۲۶ جنوری کی صبح کو ۵ بج کر ۷ منٹ پر چند سیکنڈ تک ایک معمولی زلزلے کے اثرات محسوس ہوئے

پٹنہ میں بھونچال کی وجہ سے کئی جیلوں کی عمارتیں گر گئیں۔ اور دوسری جیلوں میں جگہ کی تنگی کی وجہ سے گورنمنٹ نے ان قیدیوں کو جن کی میعاد قید ۳۱ اگست تک ختم ہونی تھی۔ رہا کر دینے کے احکام جاری کر دئے ہیں۔

میکسیکو ۲۹ جنوری کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ تمام جنوبی اور وسطی میکسیکو زلزلے سے تباہ ہو گیا ہے۔ ہزارہا مکانات گر گئے ہیں

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا گیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی